يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

الحمد لله علی احسانه والشکر له علی امتنانه که این هر دو رسالهٔ عجیبه و عجالهٔ غریبه اولهما موسومه

بطعن السنان علی من جرح فی القرآن بما حرمت المتعتان

وثانیهما موسومه

التعلیق فی اثبات جلد الکلاب قتلاء النحل

ورده قرآن که عبدا...

اقول ... خاک مین ملوادیا

... کی جواب اپنی

(مصنفهٔ ... علی ... حبیب ...)

بسم الله الرحمن الرحيم

تبارك الذي نزّل الفرقان على عبده ليكون للعٰلمين نذيرًا + وصلٰوته على من ارسله
داعيًا الى الله باذنه وسراجًا منيرًا + وعلى حفظة القرآن وجمعته الذين قاموا بخدمته
ونشره وتبشيرًا + اما بعد مخفی نہ رہے کہ خاتمے سوال اول سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید مسٹر کوئی انگریزی
کہ جسنے اندنون دو قطعے استفتے ایک تو یہ استفسار حقیقت قرآن دوسرا متضمن استخبار کیفیت متعہ نسوان پر جناب اجتہاد
مآب امام [illegible] علامہ المتکلم زبان الحکماء سلطان العلماء کی خدمت سراپا مکرمت مین پیش کئے تھے کہ نفی یا اثبات
کی کچھی جیسا عبارت دونون استفتون سے واضح ہوگا لیکن بحکم [illegible]
اظہار انکو علیحدہ [illegible] گئے

[illegible]

اس عبارت افادہ

[illegible]

کیا اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اس قرآنِ مروّج کی باب مین آیا یہی قرآن مُنزّل من اللہ ہی بلا کم و کاست
یک آپکو وصیت کی تھی پیغمبر خدا صلعم نی اور یہی کبر ثقلین ہے اور اسیکو امیر المومنین نی جمع کیا تھا اور اپنے
تخط خاص سے لکھا تھا اور اسیکو ائمہ ہدی علیہم السلام نی حفظ کیا تھا اور اسی پر صاحب الامر عمل کرینگی اور اسیکو نماز مین
پڑھینگی اور اسکی احکام برحق اور واجب العمل ہین اور یہی قرآن ہی کہ جسکا قول اور فعل اسکی مخالف ہو تو باطل ہی
اور یہی ہی کہ جسمین تبدیل اور تحریف کو دخل نہین اور یہی ہی کہ جسمین کمی اور زیادتی کو راہ نہین اور یہی ہی کہ
سکے شان مین ہے وَاِنَّہٗ لَکِتَابٌ عَزِیْزٌ لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ
نہین یا وہ قرآن اور تھا اور یہ اور ہی اگر وہی ہی تو ویسا فرمائی اور اگر وہ قرآن اور تھا تو اوسمین کتنی آیتین تہین اور کیا
مضمون تھا اور اوسمین اور اسمین کتنا ایر پھیر ہی اور اب دنیا مین کوئی اوسکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اوسکی کسی ملک مین
موجود ہی یا نہین اور موجود ہی تو فرمائی کہان ہی اور اگر موجود نہین تو فرمائی کہان ہی اور کہان غائب ہوگیا اور
کس سبب سے غائب ہوا اور اس قرآن مروج نی کیونکر رواج پایا اور اس قرآن مروج کی تالیف کرنیوالی حضرات شیعہ کے
اعتقاد مین مومن تھی یا منافق اگر مومن تھی تو مومن کا یہ کام نہین کہ نیا قرآن بناوی اور کہی کہ یہ قرآن منزل
من اللہ ہی اور اگر منافق تھی تو مومنونکو منافقون کے روایات پر اعتماد کرنا اور اوسکو نماز مین پڑھنا اور اوسکو دلیل
شرعی قرار دینا اور اوس سے [illegible] مسئلہ نکالنا دینداری ہی یا بیدینی سائل چونکہ محض طالب حق ہی اسواسطی امیدوار ہی
اس مسئلہ کا جواب معتبر کتاب سی لکھا [illegible] چند سوال ہمسر قال المجتہد المقام بسم اللہ الرحمن الرحیم جواب طرف
[illegible] لام حقیقت حال یہ ہی کہ جو قرآن مجید کہ بالفعل مروج اور متداول ہی
خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تھا اور وہ قرآن کہ عبد اللہ
[illegible] کے عہد کے مین جلوا دیا اقول
[illegible] سائل کی جواب اپنی

اگر مندرم بخانہ برگشت ہی کیا معنی اور اگر تہا تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ
صلعم مجموعا مولفا علی ما ہو علیہ الآن الی آخر ما سیجئ جناب عثمان کیونکر محرق القرآن ٹہہرے
فراوان حیرت ہی کہ جناب طوسی علیہ الرحمہ بعضی ظلمہ کہ بہر کا کر سینونکی مدرسی کہ خالی قرآن اور حدیث سی ہیں تا
پہونکوائین خدام والا اونکو خطاب محرق القرآن کا نفرمائین اور بیچاری عثمان خیرخواہ امت شفیع امتان کو بسبب
احراق مشکوک القرآن کی محرق القرآن بتائین چار دن کی بات ہی معرکہ اجو ہیا کہ کمتر از معرکہ کربلا نتہا یا دیجئی کہ جب
کفار نابکار نی کلام الٰہی شہید کئی اور غریب یا اندرونی اوراق سوختہ حکام نافرجام کو دی کسنی آنکہو پر پٹی باندہ لی
کون کان مین تیل ڈال بیٹہا کسکے مساہلت و مداہنت سے انتقام نہوا آخر قرآن کی کیسی مار پڑی کہ طبقہ الٹ گیا اور سارا
کارخانہ پلٹ گیا مضمون متین من شانہ ان یغفر ذنبا و یفرج کربا و یذہب قوما و یضع آخرین پیش نظر ہی
تو ہی نہین خدا کا ڈر ہی طرفہ یہ ہی کہ یہ حرکت آپ کرین اور دوسرونکو ملزم کرین ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است اقال الحق
القمقام چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید بن ثابت سی ایک روایت طولانی لکہی ہی کہ خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ زید نی کہا بعد
جنگ یمامہ کی جسمین اکثر قرا و قرآن شہید ہوے مجکو ابوبکر نی بلایا اور بمشورہ عمر بن الخطاب کے بہت اصرار اور تاکید کی مجہ
کا قرآن کو جمع کر آخر الامر مینی جابجا تلاش کر کی قرآن کو جمع کیا تا اینکہ آخر سورہ توبہ کو نزدیک ابو خزیمہ انصاری کے
پایا اور کسیکے پاس نتہا وہ آیت یہ تہی لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر سورہ توبہ تک اور جو کچہہ کہ مینی جمع کیا صحیفون مین
لکہہ کی ابوبکر کو دیدیا اور اونکی پاس تادم حیات انکی رہا بعد اوسکی عمر کی مدۃ العمر اونکی پاس رہا پہر بعد وفات انکی نزدیک حفصہ
اونکی بیٹی کی پاس رہا **اقول بفضل العزیز العلام** ہرچند سراپا مکرمت مین پیش نہی کہ نفی یا اثبات
کہ مشکوۃ مین موجود ہی او مشکات ترجمہ شیخ عبدالحق یا ان اسنقون سی اصح ہوگا لیکن بجا ایکا
یہاں کہنا تا لوگ جانین کہ شیخین تہمت [illegible] انکو علی الحق [illegible]
رہا کہ چندان منافی نہ تہا [illegible]

پاین عبارت افادہ:

بشورت حضرت عمر اور انتہا اوسکی حضرت عثمان پر بشورت حضرت امیر کی قرار پائی لیکن شیخین کے عہد مین بسبب
کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور رجوع مہمات کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب رہا اور ختنین کی
وقت ایک مصحف مین بھی جمع ہوا اور ترتیب بھی پایا اور یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہی کہ جسکا کچھ شک نہین
اسواسطی کہ ہر سال حضرت جبریل حامل التنزیل رمضان المبارک مین تشریف لاتی تہی اور اسی ترتیب پر حضرت کے
ہمراہ بطور مدارست تلاوت فرماتی تہی یہانتک کہ عام رحلت مین آیہ اِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ کو دو مرتبہ لائی اور وہی ترتیب حضرت کی تعلیم سی بہت
صحابہ کو یاد تہی اوسیکی موافق جناب عثمان صاحب الحیاء والایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن مرتب ہوا اب یہ ہی قرآن ہی
جسمین شیعونکو بھی مجال انکار کی نہین کیونکہ فاضل طبرسی تفسیر مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کر رہا ہی کہ
ذکر السَّيِّدُ الْأَجَلُّ الْمُرْتَضَى عَلَمُ الْهُدَى ذُو الْمَجْدِ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمُوسَوِيُّ أَنَّ الْقُرْآنَ
كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَجْمُوعًا مُؤَلَّفًا عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ وَاسْتَدَلَّ
عَلَى ذَلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ يُدَرَّسُ وَيُحْفَظُ جَمِيعُهُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ حَتَّى عُيِّنَ عَلَى جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي
حِفْظِهِمْ لَهُ وَأَنَّهُ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صلعم وَيُتْلَى عَلَيْهِ وَأَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ كَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ
وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَغَيْرِهِمَا خَتَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى [illegible] خَتَمَاتٍ وَكُلُّ ذَلِكَ بِأَدْنَى تَأَمُّلٍ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ
[illegible]
[illegible] مَنْ خَالَفَ مِنَ الْإِمَامِيَّةِ وَالْحَشْوِيَّةِ لَا يُعْتَدُّ
[illegible] الْحَدِيثِ نَقَلُوا أَخْبَارًا ضَعِيفَةً ظَنُّوا صِحَّتَهَا لَا يُرْجَعُ
[illegible] الْيَقِينِ اور جناب امام المتشیعین کو نسبت حضرت امیر کی التزام
[illegible] ماتی رہا فالحمد للہ خمیرمایۂ دوکان شیشہ گر سنگست
انس ابن مالک سی منقول ہی کہ عثمان نی اون صحف کو
عثمان نی قرآن کو جمع کروایا تو اوس صحف کو
حکم کیا کہ سوا اس قرآن کی جو کچھہ کسی صحیفے
مین اوسمین ناقص ہی اسکی پوری بیان
کی دی سنبھالا کر پڑہ چلنی لگی
ہو لگا تو حذیفہ بن الیمان

[illegible]

اور ایک جماعت صحابہ ... مثل ابن مسعود اور ابی ... ختم کئی بہت ختم ... اور ان سب باتون سی معلوم ہوتا ہی کہ ... لاکت ... کہ قرآن ... پراگندہ تہا ... کہ جس ... قرآن موجود ... اختلاف کیا ... اوسکا اعتبار نہین ... کہ وہ ... جنہون نی اخبار ضعیفہ نقل کئے اور او ... صحیح ... پس معلوم یقینی کو چہوڑ کر او ... نہین ہو سکتا

جناب عثمان کے پاس آکر فریاد اور رفغان کرنی لگی کہ یا امیر المومنین لوگون نی قرأت مین اختلاف ڈال رکہا ہی سو اس
امت کو تہام رکہی کہ یہ اوسمین اختلاف نہ کرین یا و ہن جیسا یہود اور نصاری نی اپنی کتاب مین اختلاف کیا
جناب عثمان نی اون صحیفون کو ام المومنین حفصہ کی پاس سی مستعار لیا اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن
اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث کو فرمایا کہ ان صحیفون کو مصاحف مین لکہو اور عند الاختلاف
قریش کو مقدم رکہو کہ قرآن اونکی زبان پر اوترا پہر جب اون لوگون نی اسیطرح کیا تب حضرت حفصہ کا صحیفہ
ہو گیا اور اون مصحفون مین ایک ایک مصحف ہر ایک ملکون مین بہیجا اور ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلا
یا پہاڑنیکا حکم دیا انتہی مرقات مین لکہا ہی کہ مراد ماسوا سی منسوخ التلاوۃ ہی سجستانی نی کہا کہ سات مصحف
لکہوائی تہی ایک مکہ بہی مین یا ایک مکی مین باقی پانچ کو شام اور یمن اور بحرین اور بصری اور کوفی بہیجا شیخ عبد
افادہ فرماتی ہین کہ قرآن تین بار ہی جمع ہوا ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کی روبرو لیکن نہ مصحف واحد مین اسکا سبب
گذر چکا اور ایک مرتبہ صدیق اکبر کی عہد مین اس اندیشی سی کہ مبادا کچہہ ضایع نہو جاوی لیکن بی ترتیب رہا اور ایک
حضرت عثمان کی عہد مین اس خوف سی کہ قرآن مین اختلاف پڑی حضرت علی مرتضی شیر خدا اکثر فرمایا کرتی کہ واللہ
کیا خوب کام کیا اگر وہ بہی یہ کام انصرام نہوتا تو مین سرانجام دیتا پس اس حدیث اور اسکی شرحون
ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان ہی اور وہ محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن
کہ جو باعث اختلاف کا تہا یہی داغ ہی دشمنون کی دلون پر کہ بعد انکی دخل اور تصرف کو گنجایش نہ رہی اور مثل توریت
انجیل نسخی مختلف قرآن کی ہاتہہ نہ آئی کہ کچہہ داو چلتا ۵ بمیر تا برہی ای حسود کین رنجیست ٭ کہ از مشقت او
بمرگ نتوان رست ٭ توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی ٭ حسود را چکنم کو ز خود برنج درست ٭ **قال المجتہد**
القمقام شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی کہ اس حدیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ جو مصحف نزدیک حفصہ کی تہی بعد
واپس کرنیکی پہر وہ بہی جلا دی گئی انتہی ملخصاً **اقول بفضل العزیز العلام** شیخ کی عبارت سی یہ نہین ظاہر
کہ حفصہ معظمہ کی صحیفی کو جناب عثمان نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال
ام المومنین حفصہ کی خوف اختلاف سی جلوایا کیونکہ وہ بی ترتیب محض تہا جیسا گذرا جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان
امام الائمہ حد صحت کو پہونچا اور سیوطی ملا صادق شارح کلینی نی بہی باعلای ندا پکار دیا کہ وَيَظْهَرُ الْقُرْآنُ
بِهَذَا التَّرْتِيبِ عِنْدَ ظُهُورِ الْإِمَامِ الثَّانِي عَشَرَ وَيَشْتَهِرُ بِهِ تو اب مروان پر بہی جگہہ تشنیع
اور بہتان کی نرہی گو اور فعل اوسکی شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پہر پہیلانیکی جگہہ نرہی باقی یہ کہ

تو بشنوی یا بشنوی من گفتگوی میکنم۔ امر آخر ہی اسمین اختیار **قال المجتهد القمقام** اور یہ روایت تو مشہور ہی
کہ جبکہ ابن مسعود نی انکار دینی کا اپنی مصحف کی کیا تو عثمان نی اونکو ضرب اور تادیب کے اور اونسی بزور قرآن مجید کو لیکی
جلوا دیا اور کچھہ پاس اونکی صحابیت اور جلالت قدر کا نکیا خلاصہ یہ ہی کہ دلسوزی خلافت پناہ کی قرآن
سوزی مین طشت از بام افتادہ ہی کہ علمای اہلسنت بھی انکار اسکا نہین کر سکتے **اقول الفضل العزیز**
العلام کتب صحیحہ مین اسیقدر ہی کہ جب قرآن کی قرائتون مین اس حد کو اختلاف پڑا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ
پڑہنی لگی اور اختلاف قرأت کو بہانہ پکڑنی لگی اور بعض مصحفون مین مثل مصحف ابی ابن کعب کی قرأت شاذہ وتھی اور آنمین
آیتین منسوخ التلاوۃ اور بعض الفاظ تفسیرون کی کہ جناب رسالتمآب وقت تلاوت کی بیان معانی فرماتی تھی اونمین
داخل اور اسیطرح مصحف ابن مسعود کا حال تھا کہ برخلاف اجماع اور تواتر کی دعا قنوت کو داخل قرآن جانتی تھی اور
معوذتین کو خارج جیسا اُستاد کلینی نی بھی تفسیر اہلبیت مین ابی بکر حضرمی سی روایت کی کہ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ علیہ السلام
اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَمْحُو الْمُعَوِّذَتَیْنِ مِنَ الْمُصْحَفِ فَقَالَ کَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِرَأْیِہٖ
وَهُمَا مِنَ الْقُرْاٰنِ پس ان وجہون سی بمشورہ حذیفہ بن الیمان اور بہت صحابیون کی کہ جناب امیر بھی اونمین شریک تہی
حضرت عثمان نی چاہا کہ ایک مصحف مین قرآن جمع ہوی تا تمام عرب اور عجم کا اختلاف اوٹھہ جاوی اسمین ابی بن کعب نی
اپنی مصحف کو بخوشی حوالی کیا لیکن ابن مسعود نی ندیا اور اون قرأت شاذہ وغیرہ کی اخراج اور معوذتین کے
ادخال پر راضی نہوی غلامان جناب عثمان سی بمرضی انکی کچھہ درشتی ہوئی کسی کا مونہہ چلا اسیکا تہا
جب جناب عثمان نی سنا بہت عذر کئی ابن مسعود اگر اس عذر واجبی کو قبول نکرین تو حضرت عثمان کے کیا خطا
یہ امور باعث طعن کے نہین ہوسکتی ایسی چیزین عالم سیاست مین کثیر الوقوع ہین خصوصاً جس وقت دین مین
رخنہ پڑنی لگی اور خلاف جمہور صحابہ کہ جسمین جناب امیر بھی شریک تہی ان کو لی بشریت پر اڑنی لگی یہان تو سیاست
دنیا کی لیی باعتراف شریف مرتضی فی تنزیہ الانبیا خود جناب امیر نی خلاف حدیث لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰہِ
کہ مروی ائمہ اطہار سی ہی لوطی کو جلوایا اور ابو موسی اشعری کی گہر کو لٹوا کر پہونکوایا طلحہ اور زبیر کی ہتک
حرمت کی اپنی بہائی حقیقی عقیل بن ابی طالب کو یہان تک تنگ کیا کہ وہ جنگ صفین سی برخاستہ خاطر ہو کر
معاویہ سی جا ملی اب حضرات شیعہ فرمائین کہ کیا یہ لوگ صحابہ نتھی انکی صحابیت اور جلالت کی رعایت کیجاتی
دلسوزی خلافت پناہ کی اگر قرآن سوزی سی ظاہر ہی تو جان سوزی امامت دستگاہ کی انسان سوزی سی
باہر بہی فرق ہی کہ وہان ماسوی القرآن جلا اور یہان نفس انسان البتہ انکار اسکا اہلسنت کو نہین

۱ یعنی ارادہ کی آپنی یعنی حضرت ابوبکر نی پیچھا چہڑایا ابن مسعود نی معوذتین یعنی سورہ قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کو مصحف سی خارج کیا اور کہتا تہا کہ رضی ابن مسعود کا اپنی آپکی تہا اسکی اصل نہین معوذتین البتہ قرآن مین سی ہی ۱۲ منہ

۲ یعنی عذاب مذکور کسی پر آگ کا عذاب یعنی کسیکو کسی گناہ پر آگ مین جلانا نچاہی کہ یہ عذاب خاص اللہ کا ہی ۱۲ منہ

سع سخن شناس نه دلبرا خطا اینجاست **قال المجتهد القمقام** بلکہ فخر رازی نے نہایۃ العقول میں لکہا ہی کہ جلادالنا
باقی مصاحف کا درحقیقت نہایت تعظیم تھی کہ مبادا کوئی پرزہ اُسمین سے زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت اوسکی کا
ہوگا سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ جلال الدین سیوطی نے
کتاب اتقان میں قاضی حسین سے نقل کی ہی کہ اونسے کہا کہ جلانا قرآن کا خلاف احترام ہی اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو
وہ اہانت اور استخفاف ہی انتہی **اقول بفضل العزیز العلام** جس مصحف میں نفع متصور نہو اوسکی اضاعت
میں علما کا اختلاف ہی بعضی کہتے ہین جلا دینا چاہیے اور بعضونکے نزدیک بہہ ڈالنا چاہیے لیکن محققین تفصیل کرتے ہین
کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہی جیسے قرآن مع الآن اسکا جلانا بہتر نہین کیونکہ اسمین گو نہ اہانت ہی بلکہ
دہوکر اوسکی غسالی کو کسی مکان طاہر مین ڈالدین یا پی لین کہ یہ ہر مرض کی دوا ہی اور ہر درد کی شفا اور جو قرآن من حیث
انہ قرآن نہین جیسے مصاحف محرفہ جناب عثمان اسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفون کی بچ جانیکا ہی بلکہ اسکو
جلا ڈالنا چاہیے تا اثر اختلاف کا مطلقاً باقی نرہے جیسا جناب عثمان نے کیا پس قول رازی کا ناظر ہی اس معنی کی طرف
اور قول قاضی کا ناظر ہی اوس معنی کی طرف اس تقدیر پر تعارض بین القولین اوٹہگیا اور رازی سے قاضی رازی ہوا اب حقیقت
مین جلانا ایسے قرآن کا جسنے اختلاف اور تکفیر فیما بینہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہوا اگر یہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو کوئی
صحابی جلانے نہ دیتا جناب عثمان نے جیسے بمشورہ پچاس ہزار صحابیون کی کہ بہتیرے اون مین جناب امیر المومنین تہے
قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی بصوابدید انہین لوگون کی جلوایا اس صورت مین اگر جناب عثمان مورد طعن ہوسکتے ہین
تو جناب امیر اور دوسرے اصحاب بھی اسمین شریک ہین اور یہ جو فرمایا کہ سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرنا
اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا یہ بات شان اجتہاد اور شایان داد سے نہایت دور ہی کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ گرنا
اوسکا زمین پر اور لگدکوب ہونا اُسکی استنباط مین باعث تحقیر کا نہین حالانکہ جلانا اور زیر کی پچی لانا صورت تحقیر مین
دونو برابر ہی کوئی اُن مین مابہ الامتیاز نہین اور مسلما کہ جلانا باعث تحقیر اور اہانت کا ہی لیکن اور کی ٹہیلی پر پہینسنا
اور اپنا غیر نہ دیکہنا صاف انصاف کی گلی پر چہوری چلانا ہی کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق سے
لکہتے ہین کہ اللہ فرماتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ
دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أَئِمَّةٌ هِيَ أَزْكَى مِنْ أَئِمَّتِكُمْ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَئِمَّةٌ قَالَ إِي وَاللّٰهِ
قُلْتُ إِنَّمَا نَقْرَءُ أَرْبَى قَالَ وَمَا أَرْبَى وَأَوْمَى بِيَدِهِ فَطَرَحَهَا إِهَانَةً فرمائیے کہ قرآن صحیح کو باعتراف
ملا زمان کی قابل التعظیم اور واجب العمل ہی اسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سے اوٹہا پہینکنا اہانت ہی یا نہوا

القرآن کا جلانا اور علاوہ اسکی عظمت قرآن کی تو یہہ ہی کہ اسکو ناپاک لوگون سے دور رکہی اور قاذورات کی جگہہ پر نہ پہینکی
اور اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت اور مرنیکی بعد سبب مغفرت کا سمجہی یہہ شیعون کو کہان نصیب صاحب استبصار
فرما رہی ہین کہ لا باس ان تتلوا الحایض والجنب القرآن اور من لا یحضرہ الفقیہ مین پڑہنا قرآن کا جایز ضرور مین
بقدر آیۃ الکرسی کے جایز کہا اور عوام بلکہ اکثر خواص شیعون نے موت و حیات مین قرآن کی بدلی ضمیر اور دبیر کی مرثئی پر اکتفا کیا
اب کہین منہہ سے پوچہی کہ تعظیم کون کر رہا ہی اور تحقیر کون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ نازم
کہ از رقیبان این کشان گذشتم ۞ گو شست خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ۞ **قال المجتہد القمقام** ابہم پوچہتی ہین کہ کیا
اعتقاد ہی حضرات سنیہ کا اسمقدمہ مین کہ جو مصاحف عہد ابو بکر اور عمر مین لکہی گئی تہی اور وہ قرآن جو ابن مسعود وغیرہ
اصحاب نے جمع کئی تہی اور عثمان نے اون سبکو جلا دیا منزل من اللہ تہی یا نہ تہی اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہی تو پہر
کیون جلا ڈالی گئی اور اونمین کتنی آیتین تہین اور انہین کیا مذکور تہا اور اون مصاحف محرقہ مین اور اس قرآن مروج مین کتنا
ایر پہیر تہا اسکا بتانا تمکو لازم ہی نہ یہ کہ پوچہتی ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ تم تو جلاؤ اور ہمسی پوچہو کہ کیا ایر پہیر تہا اگر کہو
کہ ایسا اختلاف تہا کہ جیسا اختلاف قرأتون مین قراء سبعہ یا عشرہ کی ہی تعجب نہین ہو سکتا اسواسطی کہ ایسا اختلاف تو اب بہی موجود ہی پہر
اسکو کیون جلا دیا اور اوسکو جلایا اسی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا ایر پہیر تہا پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئی
اور دنیا مین کوئی اونکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اونکی کسی ملک مین موجود ہی یا نہین اگر موجود ہی تو فرمائی کہان ہی اور
اگر موجود نہین ہی تو آیۃ انا لہ لحافظون کسطرح صادق ہوگا و لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
بنا بر مزعوم اہلسنت کے کیونکر صحیح ہوگا **اقول الفضل العزیز العلام** جب حقیقت حال قرآن کی کہل گئی اور بنا مغالطی
کی ہل گئی تو مستفتی کی ساری سوال آپ پر آتی ہی اور آپکی ساری جواب جاتی رہی بیان اسکا یہہ ہی کہ مصاحف محرقہ اگرچہ منزل
من اللہ تہی لیکن بسبب بی ترتیبی اور انتشار اور خلط قراءت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کی علی الخصوص
بجہت داخل ہونی دعاء قنوت اور خارج ہونی معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کر سکتی تمام اور کمال واجب العمل نہ تہی
اسیواسطی جلائی گئی کہ یہود و نصاری کی طرح اختلاف نہ پڑی اور اونمین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہی جتنی اب ہین اور مذکور اونمین بہی وہی تہا
جو اب ہی اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائی اون باتون کے جنکا باتفاق فریقین ذکر ہو چکا کچہہ ایر پہیر نہین اختلاف بہت
کم تہا اور نہ پہیر کا ان لم یکن تہا مگر ترتیب تہا یہہ مرتب ہی بموجب کریمہ انا لہ لحافظون کے دنیا مین اوسکی ہزار ہا حافظ موجود
اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کی ہر ملکون کیا ہر قریون مین تقلیل عکس نشہو تلاوت سی گریہ دون پیر و جوان شاد
لا کہون ابجد خوانون کو جا بجا سی زبانی یاد ۵ چشم بد گر نہ تو دیکہلو صاحب ۞ ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہی

قرآن مجید صحیفہ علی یا مصحف فاطمہ نہیں کہ خلاف لطف و اصلح غار سُرّ من رأی میں مستور رہی اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہی کہ بر عکس ہدایت
وارشاد صد روق تقیہ میں مہجور رہی کہ مبادا کوئی تورانی دیکھکر دو ایک اعتراضین جڑی پہر اوسکے چھپانیکا اشکل پڑی
خاصہ قرآن پاک کا ہی کہ کسی منافق ناپاک کو یاد نہیں ہوتا ہی باعث نقصان کو وسیلہ اپنی عیب پوشی کا ٹہراتی ہین جمال شاہد
قرآن نقاب آنگاہ بکشاید کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا ✤ **قال المجتہد القمقام** اور اگر کہو کہ مصحف
محرفہ ہرگز منزل من اللہ نہی اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہی تو عہد شیخین میں اور اوائل عہد عثمان میں کونسا
قرآن تھا اور کسپر عمل کیا جاتا تھا اور تراویحون میں کیا پڑہا جاتا تھا اور تالیف کرنی والی اون مصاحف کی عقائد
حضرات سنیہ میں مومن تھی یا منافق اگر مومن تھی تو مومن کا کام نہین کہ کوئی نیا قرآن بنا لیوی اور کہی کہ یہ منزل
من اللہ ہی اور اگر وہ اصحاب کہ جنہون نی پہلی قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تھی اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام
تعجب ہی کہ شیخین نی اپنی وقت میں اون منافقون سی لیکی نہ جلوایا اور اوسکو مقبول رکہا اور احکام شرع کی اوسی نکالی
اور نمازون میں اوسی پڑہا او وہ لوگ بھی تو اصحاب تھی پہر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
تمکو یاد ہی یا بالکل فراموش ہوگئی **اقول بفضل العزیز العلام** عہد شیخین اور اوائل جناب عثمان میں اوس
قرآن محرف کی پڑہنی کی کیا حاجت تھی ہزارون کو قرآن اسی ترتیب سی یاد تھی جو اب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی
دورہ کیا تھا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویحون میں پڑہا جاتا تہا اور جمع کرنی والی اون مصحفون کی بیشک
مومن تھی اگر کسیکو کچھ شبہہ قرأت شاذہ وغیرہ میں پڑا تو عند الاجماع وہ ہرگز اپنی شبہی پر نہ اڑا کیونکہ مومن کا یہ کام
نہین کہ نیا قرآن بناوی اور شیخین نے جو اپنی عہد میں جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور رفع خصوم اور مشاغل بسیار کے
فرصت ترتیب کی نہ ملی اس باعث نا مرتب جمع رہا اور احکام شرع کی نکالنی اور نمازون میں پڑہنی کچھ اوسپر موقوف نہی
بلکہ ہزارون کو یاد تہا اس وجہ سے بانکون میں پڑہی جاتی تہی اور احکام شرعی نکالتی تہی ہمکو بیشک حدیث اصحابی کالنجوم
یاد ہی جیسا اونہون نے کیا اور کہا ہم اونکی اقتدا کرتی ہین تمکو البتہ یہ حدیث فراموش ہی کہ انکی اقتدا سی ورے ہو اور سوا
دو چار صحابیون کے سب سے نفرع اینہا زتو آید و چنین ہا تو کنی ✤ **قال المجتہد القمقام** اور فرمائی کہ جناب
رسالتمآب صلعم نے اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون کتاب اللہ اور اہلبیت اپنی کہ یہ دونو جدا نہو
تا وقتیکہ وارد ہون میری پاس حوض کوثر پر مراد اوس سے کونسا کلام اللہ تہا اگر یہی قرآن مروج تھا تو یہ عہد عثمان میں
مروج ہوا اوسوقت کہان تھا اور وہ قرآن جو جلائی گئی وہ تو منزل من اللہ نہی تو پہر اہلبیت اور قرآن مین
عہد عثمان تک جدائی لازم آتی ہی شاید اس حدیث وصیت مین اتنا فقرہ رہ گیا کہ عہد عثمان سی انکین اکٹھین

جدائی نہوگی بلطور و حوض کوثر مگر توجیہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کو کسطرح
کروگی **اقول بفضل العزیز العلام** سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجھی اگر اسکی یہی معنی ہین تو نسبت بمذہب شیعہ
انقلاب عظیم پیدا ہوگا کیونکہ باعتراف علماء ہین اور بنابر تصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہی کہ قرآن کامل کہ جسکو جناب
امیر نی جمع کیا تہا امام غایب کے پاس غایب ہے جب ظہور فرمائینگے تو یہ بہی نکلیگا اس صورت مین جبتک جناب امیر نی
جمع نکیا تہا اور جبکہ جمع کرکر غایب کر دیا تو اس مابین مین اور بعد غایب کر دینی کی گیارہوین امام تک بہی جدائی لازم آئی
کیونکہ ائمہ ہدی تو اسی قرآن کو پڑہتی پڑہاتی لکہتی لکہاتی آئی ہرگز قرآن مفقود کا انکی پاس اثر بہی موجود نہتا تاجدیکہ بنابر
مزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر اسی قرآن موجود پر ہی اب کسی اپنی پانو پر تیشہ مارا اور کسی ثقلین مین تفرقہ ڈالا
شاید ہمین یہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غایب مین جدائی ہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ عبارت شریفہ کی کہ مین
چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کسطرح ممکن ہوگی اسواسطی کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت اگر مسلم ہو تو تمسک اہلبیت و سوقت
کہان ہونگی فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَلْبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اس جگہہ خاطر دریا مقاطر موج زن ہی کہ اسی لپیٹ مین
دو چار باتین متعلق حدیث ثقلین کے لکہون اور معنی لَنْ یَّتَفَرَّقَا کی بخوبی بیان کرون مگر طوالت کلام اور غرابت مقام
رخصت نہین دیتی اسلئی اتنی ہی پر کفایت کی سمجہہ والی کو ایک سطر کافی ہی اور ناسمجہہ کو دفتر بہی نہین وافی وَاللّٰهُ یَهْدِیْ
مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ **قال المجتهد القمقام** اور ابن عبد البر مالکی نی کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے
روایت کی ہی کہ جب لوگون نی ابوبکر سی بیعت کی تو حضرت امیر نی بیعت مین تاخیر کی اور اپنی گہر مین بیٹہہ رہی ابوبکر نی
کہلا بہیجا کہ کیون دیر کی تمنی میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنی میری امارت اور خلافت سی پس فرمایا حضرت نی
کہ کراہت تو نہین کی مینی لیکن قسم کہائی ہی مینی کہ نہ اوڑہونگا اپنی ردا کو سوای وقت نماز کی جبتک کہ جمع نکرلون
قرآن کو کہا ابن سیرین نی کہ روایت پہونچی مجکو کہ اون حضرت نی جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا تہا
اور اگر ہاتہہ آتا وہ قرآن تو البتہ اوسی علم کثیر حاصل ہوتا اور اوسکے قریب و معنی روایت عبد الرزاق کے
بسنادسی اوسی کتاب مین مذکور ہی **اقول بفضل العزیز العلام** ملا علی قاری نی مرقات مین لکہا ہی یہ خبر
ضعیف ہی اسواسطی کہ بسند حسن ثابت ہی کہ جناب امیر فرماتی ہین اَعْظَمُ النَّاسِ فِی الْمَصَاحِفِ اَجْرًا اَبُوْ بَکْرٍ
رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ هُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ کِتَابَ اللّٰهِ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض
ہوگی معارضی مین شرط ہی کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پہر اوسی کتاب مذکور مین ہے کہ بتقدیر
صحت مراد جمع سی حفظ بر اسمہ ہی یا جمع بالانفراد ولیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہی کہ احتمال زیادتی اور نقصان

له یعنی قرآن شریف کی جمع مین ابوبکر کو بڑا اجر ہی اسواسطی کہ ابوبکر پہلا اول قرآن کو جمع کرنیوالی ہی

متشددین کا نہین کہتا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کی جمع کو پسند اور بکلمہ ماعسی خوب مستند کیا قال
المجتہد المقام اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اسکے
علم کثیر کا عالم ہی یا نہین ہے اور اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے مع جتنے سوال کہ قمی ہمسے کے
مسنے بھی کئی جاتی ہین اوسکا جواب تفصیلا ہم نے اقول بفضل العزیز العلام یہ سوال فرع ہے صحت
روایت ابن سیرین کا حالانکہ جیسے وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس سوال کے گنجایش نہی بلکہ بنا بر زعم ملا
والا کی مستفتی کا سوال اور جلا پا گیا کہ وہ پوچھیگا کہ یہ قرآن حاضر اوس قرآن غایب کا عین ہے یا غیر اگر عین
تو پھر ناقص ہے نیکی کیا وجہ اور امام جعفر صادق نے کیون اسکو زمین پر پھینک مارا اور جدائی اسمین اور
اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر غیر ہی تو کیون نمازون مین پڑہتے ہو اور اسپر عمل کرتے ہو اوس قرآن
کیون نہین ڈہونڈہتے اور ائمہ نے کیون اوسکو ظاہر نکیا اور یہ شان کہا قرآن پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے
اور چھپانیکو اس صورت مین چھپانا اور جلانا دونو برابر ہے ہمپر جو سوال وارد تہی لفظ بلفظ ہمنے دفع کئے
جو حاید ہی مع سوالات مستفتے کی حرف بحرف دفع کیجئے بڑی تقیہ کی نہ لیجئے ہر شقون کی جواب سمجھ کے لکھئے
جہکانیکی کچھ دیر کا مضایقہ نہین کہ عقلائے کہا ہی ع مزن بی تامل بگفتار دم ٭ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم
بعد کا شعر کسی اور سی پڑھوا لیجئے قال المجتہد المقام اور تحقیق یہ ہے کہ یہ قرآن صحیح اور جتنے قرآن کہ حرفا
ہم سبکو منزل من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتے ہین اور اہانت اور استخفاف اونکا گناہ کبیرہ ہی اور
اونکا باعث احتراق بنار جحیم ہی اقول بفضل العزیز العلام نام خدا اتنی جو ضمی کی بعد اتنا فقرہ جو منہ
مبارک سے نکلا تو وہ بھی بناے شیعیت کو برہم کرتا ہے قرآن کو پاخانے مین پڑہنا اور جنب اور حایض کو حکم تلاوت
دینا کیا خوب تعظیم ہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ ابہی گذر چکا کہ حضرت امام جعفر صادق نے اسی قرآن مرتب
اہانت کی راہ سے زمین پر پھینک مارا اور خواجہ طوسی نے سنیونکا مدرسہ جلوایا کہ خالی قرآن متعدد وسی نہا
اور وہ کی معرکہ مین خدام والائے جو عظمت قرآن کی کی اور وہ باعث برہمی ریاست مخصوصہ ہوئی کالشمس
رابعۃ النہار ہو گیے یہ باتین موجب اہانت اور استخفاف کی ہین تو آپکے نزدیک گناہ کبیرہ ہی اور نار جحیم کسکا حصہ
یہ باتین اہانت اور استخفاف کی نہین تو قرآن غیر مرتب اور مشکوک کو بنظر رفع فساد کے جلانا اور یہود و نصاریٰ
اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت اور استخفاف کا نام نہ کیا مقابلہ الزام ٭ آپکے ہوئی غرض سخن سے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال المجتہد المقام اور ہمارے روایات سبعہ احرف کی جو اختلافات

وہی ۵ ازجملہ ساتون حرفون کی تھی کہ قرآن مجید اوپر نازل ہوا تھا چنانچہ مشکوۃ مین لکھا ہی کہ خلیفہ ثانی نی خود فرمایا ہے
کہ سنا مینی ہشام بن حکیم بن حزام سی کہ پڑھتا تھا سورۂ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ جو مین پڑھتا تہا اور جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نی مجکو پڑھایا تہا پس قریب تھا کہ مین اوسی اوسیوقت پہڑ جاؤن لیکن مینی اوسکو چھوڑ دیا یہان تک
کہ قرأت کو تمام کیا پہر تو مینی ردا اوسکی گلی مین ڈالکی کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالت پناہ کی پاس لیگیا اور کہا
کہ سنا مینی اسکی کہ پڑھتا ہی سورۂ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ مجکو آپنی تعلیم کیا ہی فرمایا اون حضرت صلعم نی مجھسی کہ
چھوڑ دی اسکو بعد ازان ہشام سی فرمایا کہ پڑہ تو کسطرح سی پڑھتا ہی اوسنی پڑہا اوسی طور سی کہ پہلی مینی اوسکی
سنا تھا آنحضرت صلعم نی فرمایا کہ اسی طور سی یہ سورہ نازل کیا گیا ہی پہر مجھسی فرمایا کہ تو بہی پڑہ مینی بہی پڑہا
فرمایا کہ اسیطرح سی نازل کیا گیا ہی مین اوسوقت حیران ہوا کہ دونو کو فرمایا کہ اسیطرح سی نازل ہوا پہر حضرت نی فرمایا
کہ یہ قرآن نازل کیا گیا ہی سات حرفون پر پس پڑہو جسطرح سی کہ میسر ہو **اقول بفضل العزیز العلام** سبعہ
احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین کہ سات لغت مراد ہی کہ وہ قریش اور طی اور ہوازن اور ہذیل اور
یمن اور ثقیف اور بنی تمیم ہی لیکن قریش نسبت اور زبانون کی بہت فصیح ہی اسیواسطی اول قرآن اسی زبان پر
نازل ہوا پہر توسع کی لئی چند دن تک اور زبانون مین بہی اجازت رہی اور بعضی کہتی ہین کہ مراد اوسّی
سات قرأت مشہورہ ہی کہ سب متواتر ہین اور اون سبہون پر حکم قرآن کا ثابت کہ اونپر صحت نماز اور حرمت
مس جنب اور حائض وغیرہ مترتب ہی اور بعضی کچہہ اور بہی مراد لیتی ہین لیکن انحصار صحت کا انہین دونون مین ہے
اور یہ اختلاف لغت سبعہ کا انہین قرأت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہی جسکی تفصیل مشکوۃ مین بروایت
ابن شہاب کی موجود ہی کہ اوسنی کہا بَلَغَنِي اَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ اِنَّمَا هِيَ فِي الْاَمْرِ تَكُونُ
وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق اسکی تحت مین افادہ فرماتی ہین
کہ یعنی مرجع ہرایک کا طرف ایک معنی کی ہی اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطی کہ لغات سبعہ اور اسیطرح قرأت
سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اختلاف ہو اسطرح پر کہ مثبت منفی ہو جاوی اور حلال حرام یا بالعکس
تو یہ قرآن مین درست نہین کہ یہ موجب اختلاف کثیر کو ہی حالانکہ خداوند پاک فرماتا ہی ف وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ
غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا اور ہرگاہ یہ قرآن من عند اللہ ہی تو اختلاف کثیر کو اسمین
راہ نہین اب تقریب ملا نطون والا کی ناتمام رہی اور دامن جناب عثمان کا بہتان نقصان سی پاک ہوا
ع تو پاک باش برادر مدار از کس باک ٭ زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ ٭ من بعد اگر کچہہ

ف یعنی حق تعالی فرماتا ہی کہ افلا یتدبرون القرآن ولو کان الآیۃ یعنی کیا غور نہین کرتی قرآن مین اور اگر ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کی تو پاتی اوسمین بہت تفاوت ۱۲ منہ

شبہہ ہی تو مجمع البیان کے عبارت ملاحظہ کیجیے کہ وہ کسکی تائید کرتی ہی **قال المجتہد المقام** اور مخفی نرہی کہ یہ بیان
غیر قرأتون قرای سبعہ کی تھی کہ وہ حروف باقی نرہی اور یہ باقی ہین مانند قرأت اُبی بن کعب کے اور ابن عباس کے کہ آیۂ
متعہ کو اسطرح پڑہا ہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً چنانچہ تفسیر کبیر مین
مذکور ہی اور ابن اثیر جزری نی بھی اقرار اسکا کیا ہی کہ سبعہ احرف سوای قرأت سبعہ کی ہین **اقول بفضل العزیز**
العلام جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قرأت سبعہ ہی مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات متناقضہ
کیونکہ تقدیر اول پر عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہی اور یہ بدلیل کریمہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا جائز نہین اور
بر تقدیر ثانی تبدیل مثبت بمنفی اور منفی بمثبت یا استحالہ حلال بحرام اور حرام بحلال ناگزیر ہی اور یہ موجب اختلاف کثیر ہی
کہ قطع نظر اہلسنت شیعہ بھی اسکو روا نہین کہتی چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہج تحت کریمہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کی لکھتا ہی ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار و احکام او را چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ
حق تعالی محافظت قرآن فرمودہ است پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سی وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہوچکا اب انکا
باقی نرہنا ممنوع ہی کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہی جیسی مرجع ہر قرأت کا واحد بلکہ یہ لغات سبعہ ضمن ہین انہین قرآت
سبعہ کی ہین چنانچہ بعضی شراح مشکوۃ نی جا بجا تصریح کی ہی اب لغات اور قرآت متواترہ یہی ہین جو لس قرآن مین
موجود ہین اور جو انکی سوا ہی وہ شاذ ہی یا منسوخ خصوصًا وہ قرآت کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت حرمت کا
تفاوت ہو تو وہ مردود ہی جیسی قرأت الی اجل مسمی بعد فما استمتعتم به منهن کی کہ شیعہ اسی اباحت متعہ کی
نکالتی ہین حالانکہ وجوہ ثلاثہ مکذب اس قرأت کی ہین پہر متعہ کو کیا کہی بیان اوسکا یہ ہی کہ حق تعالی نی پہلے
اون عورتون کا مذکور فرمایا جنسی نکاح حرام ہی اسطرح پر کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ تا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ
النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بعد اسکی اون عورتون کا ذکر چہیڑا جنسی نکاح حلال ہی
اسطرح پر کہ وَأُحِلَّ لَكُمْ الآیہ مگر کئی قیدون سی ایک أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ یعنی مال دینا قبول کرو مہر اور
نفقی مین دوسری مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ یعنی قید مین لانیکی طرح ہو مستی نکالنی کو نہو یہان تک
کہ ہمیشہ وہ عورت اس مرد کی ہو جاوی اسکی چہوڑی بغیر نچہوٹی یعنی مدت کا ذکر نہ آوی کہ مہینی تک
یا برس تک اور تیسری قید سورہ مائدہ مین ہی اور یہان بھی لونڈیون کی نکاح مین کہ چہپی یاری نہو
لوگ شاہد ہیون کبہی کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت اور مجموع ان شرطونکا غیر منکوحہ اور غیر ملکیہ مین
مفقود ہی کیونکہ تحلیل الفروج اور اعارۃ الفروج تو سوداہی متعت ہین یا حلوا او بیسد دوا

ف ۱ [illegible] ان عورتون مین سی [illegible] بڑی مدت تک [illegible]

ف ۲ یعنی [illegible]

ف ۳ [illegible] واحل لکم ما وراء ذلکم [illegible] فما استمتعتم به منهن [illegible]

[illegible]

متعہ مین احصان نہین متوعہ کا یہی معمول ہی کہ ہر ماہ یا یاری اور ہر سال در کناری رہا کرتی ہی بلکہ اگر اسکی سیاق مین
غور کیا جاوی تو صاف متعہ حرام ٹہرتا ہی اسواسطیکہ اگر وہ مباح رہتا تو لونڈیون کی نکاح کو بعد نکاح حرہ کی
بلفظ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا باین تشدد اور تقید اور التزام قیود کیون ارشاد فرماتی اور معہذا کریمہ اِلَّا
عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ
کہ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہی ایک بی بی سی ایک لونڈی سی اور جو سوا ان دو قسمون کی ہی اوسکو موجب
نافرمانی کا فرمایا حرمت متعی پر اول دلیل ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ متوعہ ان دونو قسمون سی باہر ہی نہ زوجہ ہو سکے
نہ ملک یمین اسواسطی کہ لوازم زوجیت کی مثل طلاق اور ایلا و غیرہا ممتوعہ مین یکقلم نہین جیسا مفصل آئیگا
حالانکہ یہ مقررات فن سی ہی کہ الشئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ اسیواسطی امام رازی نی بطریق تنزل کی فرمایا کہ
وَهٰذِهِ الْقِرَاءَةُ عَلٰى تَقْدِيْرِ ثُبُوْتِهَا لَا تَدُلُّ اِلَّا عَلٰى اَنَّ الْمُتْعَةَ كَانَتْ مَشْرُوْعَةً وَنَحْنُ لَا نُنَازِعُ فِيْهِ اِنَّمَا الَّذِيْ
نَقُوْلُهُ اِنَّ النَّسْخَ طَرَءَ عَلَيْهِ اور اسکو ملا زمان والای اپنی بچاو کی واسطی مطلقا بی قید تفسیر کبیر پر حوالہ کیا اور غلط
اس فقرہ کو قرآن مین پڑہا سہ گر تو قرآن بدین نمط خوانی + ببری رونق مسلمانی + پس معلوم ہوا کہ یہ متعہ حرام ہی
اور یہ قرارت الی اجل مسمّٰی کی غلط ہرگز ابن عباس وغیرہ سی ثابت نہین شہوت پرستون نی اپنی لذات نفسانی کی واسطے
بنائی ہی اور خلاف سباق اور سیاق قرآن کی اوسکو دلیل متعی کی ٹہرائی ہی **قال المجتہد القمقام** اگر تم کہو کہ
قرارت الی اجل مسمی کی قرارت شاذہ ہی اسکا اعتبار نہین تو ہم کہینگے کہ یہ قرارت شاذہ نہین ہی بلکہ تمہی اسکو شاذہ
بنا دیا ہی اسلئی کہ بہت قرآن کو جلا ڈالا اور ایک ہی کو باقی رکہا پہر جو قرارت اوسکی سوا ہوگی وہ تو شاذ کہی جاویگی
اگر وہ سب قرآن موجود ہوتی تو کاہیکو شاذ ہوتی اور یہ قرارت تو تفاسیر اہلبیت سی ثابت ہی اور موافق حدیث
ثقلین کے جدائی قرآن کی اونسی محال ہی **اقول الفضل العزیز العلام** صد حیف کہ ارباب کو سل کو نظر ہی
کتب پر اور خیال اپنی بات کا بہی نہین ہے بستا اتنا نہین سمجہتی کہ اگر یہ قرارت شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی
لازم آتی ہی اور یہ بنا بر زعم ملا زمان والای محال ہی شاید اسیواسطی ملا فتح اسد نی تفسیر منہج الصادقین مین تحت کریمہ
فما استمتعتم بہ کی شاذ ہونیکا انکار نکیا بلکہ یون لمعہ سی نقل کر رہا ہی کہ گفتہ است وور قرارت شاذہ نقل از عبد اسہ
ابن عباس و عبد اسہ ابن مسعود و ابی ابن کعب و غیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی اور معہذا
بتصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کی ٹہر چکا ہی کہ یہ قرآن موجود بی شبہہ ہی قرآن ہی
جو حضرت کی وقت مین تہا اور امام مہدی کی عہد مین ہوگا پہر اوسمین کہان یہ فقرہ الی اجل

مشتہر کا تہا کہ جلانیکے سبب سے شاذ ہوگیا اسکو شاذ نہ کہنی کی کیا معنی باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہی اور جو خبر اسکی ظاہر کی مخالف ہی شاذ اور متروک ہی صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد ابن عثمان اور منصور ابن حازم کی جو ابی عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہی بچارہی کہتہ ہاہی فَهٰذَانِ الْخَبَرَانِ قَدْ وَرَدَا شَاذَّيْنِ مُخَالِفَيْنِ بِظَاهِرِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُّ مَا وَرَدَ هٰذَا الْمَوْرِدَ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ الْعَمَلُ عَلَيْهِ چنانچہ بنا بر اسی تحقیق کی والد ماجد جناب نے اپنی کتاب صوارم مین مشایخ وغیرہ کی طرف سے بنا جو آپ کے رکہی ہی اب فرمائی کہ یہ قراءت شاذ اور متروک العمل ٹہری یا نہین اگر نہین تو ملا فتح اللہ اور صاحب مجمع البیان اور ملا صادق کو جواب دیجئی اور اگر ہی تو کتاب صوارم کی سیر کیجئی کہ حکم شاذ کا معلوم ہو مخالفت آپکی نفی شرعی ہی اور انکار اور مکابرہ ٹہرتی ہے کچہہ بہی توجہ نہین سوچئی انصاف کیجئی زنگ کجی سے شیشہ دل صاف کیجئی اور حق تو یہ ہی کہ اسکو حضرت امیر ہی نی شاذ بنایا کہ چہپا رکہا اگر ظاہر کرتی تو کاہیکو یہ شاذہ کہلاتی یہ کشتی خضر ہی کے ڈبائی ہی قَالَ الْمُجْتَهِدُ الْقَمْقَامُ خلاصہ مطلب یہ ہی کہ یہ قرآن مروج بلا شبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے اَقُولُ الْفَضْلُ الْعَزِيزُ الْعَلَّامُ بی شبہہ یہ بات حق ہی اور انکار اسکا کفر اور ضلال مگر ملا زمان والا سی سہواً یا عمداً بطور تقیہ یا اجتہاد جدید کی یہ کلام یہان سرزد ہوا اور نہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین کہ تصنیف خاص حضور ہی اسکی خلاف ارشاد ہورہا ہی کہ چون این نظم قرآنی نظم عثمانیست بر شیعیان احتجاج بآن نشاید ظاہر تو یہ بات اختلاط سے خالی نہین قَالَ الْمُجْتَهِدُ الْقَمْقَامُ مگر یہ جو پوچہتی ہو کہ کچہہ کم و کاست اسمین ہوا یا نہین سو روایات اور احادیث شیعہ اور سنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہی لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع و منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسی لئی حضرات اہلبیت علیہم السلام کا بہی عمل اسی قرآن مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بہی ہی ہان بعض قدمای علمائے ہماری بالمرۃ انکار نقصان قرآن کا بہی کیا ہی مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچہہ اسمین نہین ہوا ہی مشکل ہی لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی اَقُولُ الْفَضْلُ الْعَزِيزُ الْعَلَّامُ حال روایات معتبرہ اور احادیث صحیحہ اہلسنت کا مفصل معلوم ہو چکا کہ شائبہ نقصان قرآن کا انکی کتب سے ثابت نہین نہ صراحۃً نہ اشارۃً اب اسکو بزور انکی سر باندہنا گویا اس پردہ مین اپنا عیب چہپانا ہی کیا یہ بہی اجتہاد مین داخل ہے کہ جو چیز ثابت نہو خواہی نخواہی اوسکو ناحق ثابت کیجئی غیروں کی مذہب مین اجتہاد جناب کا کب معتبر ہی آپ اپنی نقصان پر رہئی محققین امامیہ کہ یون فرماتی ہین اونکو جو چاہئی سو کہئی شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات مین لکہتی ہین وَمَنْ يَنْسِبُ إِلَيْنَا أَنَّا نَقُولُ إِنَّهُ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ

(حاشیہ:) ۵ یہ دو [illegible] ... وارد ہوئی [illegible] مخالف ... قرآن کی ... قرآن کی ... آیتین ... قرآن زیادہ تہا اس ... قرآن [illegible] ... [illegible]

فہو کاذب اور بہتان النواصب مین ہی وما نسبه الی الشیعة من قولهم بوقوع التغییر فی القرآن لیس
مما قال به جمهور الامامیة وانما قال به شرذمة قلیلة لا اعتداد لهم فیما بینهم تو فرمائی گران دو تو
شاہدین عادلین کے شہادت کے کون جہوٹہا اور بی اعتبار اور بموجب تصریح صاحب مجمع البیان کے جسکا ذکر گذرا کون حشویہ
نابکار ٹہہرتا ہی شاید اسی قرسی خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سی اپنی تجرید کو مجرد کیا طرفہ یہ ہی کہ اس قرآن کو ناقص بھی
بتائی جاتی ہین اور عمل کرنی کو بھی بتائی جاتی ہین ہرگز دریافت نہین ہوتا کہ قرآن کو ناقص بتانا کس راہ سی ہے
اگر یہ سبب ہے کہ فضائل امیر المومنین اور مناقب اہلبیت طاہرین اسمین نہین تو سورہ ہل اتی اور آیہ تطہیر کسکی حق مین
نازل ہوا ان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصًا فضیلت جناب صدیقہ اور
تائیدات مذہب اہلسنت کے بہی اسمین مذکور ہین اور ذکر بداء اور تقیہ کا اور ماجرای غصب کلثوم اور قصہ آزردگی جناب زہرا
اور رسن بگلو ہونا شیر خدا کا اور بیکسی اہلبیت کی اور مضامین حق الیقین کے کہ حضرت پیغمبر نے جناب زہرا اور حضرت علی مرتضی
کو فرمایا کہ پدرت فدای تو باد و برادر حمت قربان تو باد اور بند شین مرثیہ ضمیر اور دبیر کی اوسمین نہین یہ اسباب نقصان کے
البتہ ہو سکتی ہین خدا جانتا ہی کہ بعضی شیعہ مذہب کے انصاف سے کچھ بہرہ رکہتی ہین حقیقت نقصان کے سنکر ہاتہہ ملتی ہین کہ
احد الثقلین یعنی عترت نبی الحرمین اکثر تو انتقال فرما گئی اور ایک آپ جو زندہ ہین وہ غیبت کے سبب ہاتہہ نہین آتی ہر چند
عریضی لکہتی ہین پر جواب کا پتا نہین لگتا انسو پونچہنی کو یہ قرآن کہ احدہما اعظم من الآخر اسکی شان ہی باقی رہگیا تہا
اب اسکو بھی جناب قبلہ و کعبہ نے ناقص ٹہہرایا شعلہ کینہ دشمنان دین محمدی کو بہڑکایا بڑی سند اونکی ہاتہہ لگی چشم خوابیدہ
فتنہ کی جگی شان خدا ہی جنکی تقرب اور تالیف کی لئی ملازمان ... لائی یہ خاک چہانی اون لوگون نی بہی ایک لائی
تحسین بہی نکی شیرین نے اس تیشہ زنی پر ۔ پتہر پڑی فرہاد تری کوہکنی پر ۔ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ
جناب امیر المومنین یا بقیہ ائمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑہایا ہو سب اسکو لکہتی
پڑہتی آئی اور سر آنکہہ پر رکہتی آئی اگر یہ قرآن ناقص تہا تو جناب امیر نی قرآن کامل کیون نہ پہیلایا یہان بات
بنائی گو یا غیرت ستائی ہی فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا مثل اعتقاد اون لوگون کے ہی کہ خدا اور رسول سی لاچار ہو کر
بعضی قائل الوہیت حضرت امیر کی ہوئی اور بعضون نے ادعای نبوت آنحضرت کا کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہی
قال المجتہد القمقام اور جو تمنی پوچہا کہ جمع کیا ہوا حضرت امیر کا یہی قرآن ہی تو یہ سوال تمسی بعید تہا اسواسطے
کہ اگر یہ وہی قرآن ہوتا تو محنت اور مشقت حضرت عثمان کی جمع کروانی قرآن مین زید ابن ثابت وغیرہ سی اور احراق
باقی مصاحف مین بالکل برباد ہو جاتی اسکو تم کیونکر گوارا کر سکتی ہو اور وہ قرآن جو حضرت امیر علیہ السلام نے موافق

تنزیل کی جمع فرمایا تھا وہ اونہین حضرت کے پاس اور اونکی اولاد طیبین اور طاہرین کے پاس موجود اور مخزون رہا اور اب
حضرت صاحب الامر کی پاس موجود ہی جسوقت مین کہ اون حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا فقط
اقول بفضل العزیز العلام یہ سوال تو ظاہرا بعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات ساری ائمہ
ہدی اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتی لکہتی آئی مگر بشہادت طبرسی اور شیخ طوسی حضرات حشویہ اور کذاب جب
اس نقصان کے قائل ہوئے تو سائل کو شبہہ پیدا ہوا کہ یہ وہی قرآن ہی جو حضرت امیر نے جمع کیا تھا یا اور یہی اگر وہی ہی
تو ہو المراد و نعم الوفاق اور اگر وہ نہین تھا تو اپنی قرآن کو کیون چھپا رکھا اور اسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ پڑہنی
پڑہانیکو یہ قرآن اور رکہنی چھپانیکو وہ قرآن حق یہ ہی کہ جس قرآن کو حضرت عثمان نے جمع کیا اوسیکو جناب امیر نے
قبول کیا اور فرمایا کہ اگر عثمان جمع نکرتا تو مین جمع کرتا جیسا اوپر گذرا قرآن کے مقدمی مین سب پر احسان ہی جناب
عثمان کا جو اس احسان کو بھانی احسان فراموش ہی اور بار ایمان سے سبکدوش اور یہ بھی پہلی مذکور ہوا کہ جمع کرنا
جناب امیر کا قرآن کو ثابت نہین نہ سنی کی یہان نہ شیعہ کی یہان پس اونکی اولاد کی پاس خصوصا صاحب الامر کی پاس
کیونکر موجود ہی اور پر تو ملا صادق کہ بیشک اس مقدمی مین صادق ہی کاذب نہین کلینی کی شرح مین تصریح لکھہ گیا
یظہر القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر و یشتہر بہ یعنی یہی قرآن حضرت
امام آخر الزمان کی وقت مین ظہور پکڑیگا اور مروج اور مشہور بھی ہیگا پس اس قول مین ملا صادق صادق ہے
یا ملا زمان و الا انصاف فرمائی کہین سے کہین بجائی **قال المجتہد القمقام** اب حضرات سنیہ کو بیان اپنی
اعتقاد کا اور جواب ہماری سوالون کا ضرور اور متحتم ہی کہ اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **اقول**
بفضل العزیز العلام تمام اہلسنت کے اعتقاد مین بھی قرآن حق ہی کسیطرح کا اسمین شبہہ نہین ذلک
الکتاب لاریب فیہ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین پر نازل ہوا بی کم و کاست موجود ہی کیا مجال کہ کوئی
ایک حرف بڑہا سکی قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰی اَنْ یَاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا یا کچھہ گہٹا سکی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ اور تغیر یا
تبدیل کو اصلا راہ نہین وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ وَهُوَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ اور یہ کلام الہی قدیم ہی اور معجز ایک معجزون سی یہ ہی کہ منافق گویا د نہین ہوتا اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ
فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا اور باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقاید
اہلسنت مین مذکور ہی جسکو منظور ہو مطالعہ کری اور یہ جو فرمایا کہ جواب ہمارے سوالون کا ضرور

السوال الثانی

سبحان اللہ کیا مشکل سوال کیا ہی کمترین اہلسنت نے سارے سوال کے جواب دئی اور مستفتی کی سوال ساتہ اپنے
سوالون کی طلاز بانی و الملاکی طرف متوجہ کئی خبر بھیجی تقریباً اپکی ناتمام ہی حقیقت شبہون کی بالی سی پتلی ہو گئی
اب ہماری سوالون کی جواب دیجئی آیندہ کی تدبیر کیجئی ع مردِ آخر بین مبارک بندہ ایست * واللہ یہدی من یشاء
الی الصراط القویم والآن اشرع فی جواب السوال الثانی بفضل العلیم فاقول **قال المستفتی** چہ میفرمایند
مجتہد العصر والزمان اندرین مسئلہ متعہ کہ متلاشی صحت کا ہون مگر اب تک سند بحوالہ کتاب دستیاب نہین ہوئی کہ کونسی
پیغمبر یا امام سے یہ مسئلہ جاری ہوا امامیہ مذہب اسکو روا رکہتی ہین اور سنت جماعت اسکو روا نہین رکہتی ہمکو دریافت کرنا
اس مسئلہ کو بسند کتاب ضرورتر ہی اور سند اسکی ہم بحدیث نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتی ہین امید کہ آپ
مجتہد العصر ہین دربناب شک ہمارا رفع ہو فقط **قال المجتہد القمقام** جواب سندین حلت متعہ کی بہت ہین
کہ رسائل اور کتب مبسوطہ مین لکہین ہین مگر سند مختصر بالفعل یہی کافی ہی کہ خود خلیفہ ثانی نی فرمایا ہی مُتعتان
کانتا علی عہد رسول اللہ وانا اُحرمہما یعنی دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم مین حلال تہی اور مین اونکو
حرام کرتا ہون پس جبکہ متعہ النسا اور متعہ الحج زمانہ انحضرت مین حلال ہوا تو اسسی سند اور کون زیادہ ہو گی
کہ فرمانا انحضرت کا بوحی الٰہی تہا و ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی **اقول الفضل العزیز العلام**
یہ جواب سوال ثانی کا بہی بطور سوال اول کی بی سر و پا ہی اور سراسر خلاف استفتا دو ایک دلیل نکلے
حلت متعہ کی کتاب اور سنت معمولہ سی نہ لاسکی بلکہ وہ حدیث کہ الزاما اوسی حلت متعہ کی اپنی زعم مین نکالی
لائی اور معنی اوسکی اپنی مدعا کی موافق بیٹہالی غور کرنا چاہئی کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہی جسکی ترجمی مین
ارشاد ہوتا ہی کہ دو متعی زمانی پیغمبر خدا صلعم مین حلال تہی اور مین اونکو حرام کرتا ہون شاید یہ غلطی لفظ کانتا سی
پڑی اور انا احرمہما کو اسپر قرینہ ٹہرایا سمجہی کہ کسی کی عہد مین کسی شئی کا ہونا استیعاب کو لازم ہی اور نہ وصف
حلت کو مستلزم خود حضرات شیعہ قایل ہین کہ عباسیون کی عہد مین سادات کشی بہت تہی حالانکہ یہ فعل نہ موصوف
بصفت حلت تہا اور نہ تمام اوس عہد کو لازم و اذا کثر ایہ کیو نکر صحیح رہتی اس تقدیر پر معنی احرمہما کی اخبر عن حرمتہما ہے
یعنی حضرت عمر فرماتی ہین کہ دو متعی جو عہد کرامت عہد جناب سرور کائنات مین تہی اور بہت لوگون کو اونکی حرمت کے
خبر نہین پہونچی سو اب مین خبر کئی دیتا ہون کہ وہ دونو حرام ہین اور دلیل حرمت متعۃ النسا پر وہی قیود ثلثہ
اور آیہ محکمہ یا ضیہ الا علی ازواجہم الآیہ اور احادیث آیتہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہ اللہم انی لا احل لکم
شیئاً حرمت علیہم ولا احرم علیہم شیئاً احللتہ اور حدیث استبصار اور تہذیب کی کہ

دونون پر اوس شئی کو جسکو تو نے حرام کیا او پر اور نہین حرام کرتا مین دونون پر اوس شئی کو جسکو تو نے حلال کیا اوپر ۱۲ منہ

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَہْلِیَّۃِ وَنِکَاحَ الْمُتْعَۃِ ہی اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا والمروہ
پیچھی طواف قدوم کے اور پہلی طواف زیارت کی کرلیتی ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجالاکر اوسی سفر مین حج ادا کرتی ہین
یہ دونو تو ابتک مشروع ہین کسینی انکو حرام نہین کیا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کی بعد اگر ہدیہ میسر نہوا تو احرام حج ہی کے بجالاکر
حج کو فسخ کرین البتہ یہ حرام ہی اور دلیل اسکی حرمت کی کریمہ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ اور امر نبوی کما اخرجہ الو... ہی کیونکہ
یہ مخصوص حجۃ الوداع مین تھا واسطی مٹانی رسم جاہلیت کی کہ کفار نابکار تمتع کو اشہر حج مین افجر فجور جانتی تھی چنانچہ بخاری مین
مذکور ہی پس اب جلت دونو متعونکی مفہوم مخالف ارشاد فاروق اعظم سی کہان ثابت رہی اور وحی الہی نی کسکی تائید کی ہی
باوجود اسکی اگر فرمائی کہ احرم بمعنی اخبر کی مجاز ہی حقیقت کی ہوتی ہم مجاز کو نہین مانتی پس اس تقدیر پر اگر یہ معنی نہ لیجیی گا تو ارشاد
ایمہ مین کہ نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ ہی کیا کیجیی گا اگر معنی حقیقی پر رکھیگا تو ممنوع ہی الا اسکوت مین
جو جناب فاروق پہ وارد ہوتا تھا وہ بعینہ حضرات ایمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکھی گا تو مسلم لیکن بالنحن فیہ مین
اس ارادی کا کون مانع ہی اور معہذا اپنی الد بزرگوار کو کیا جواب دیجیی گا کہ وہ اسی قول کی تفسیر اپنی کتاب حسام مین
بایں عبارت افادہ فرماتی ہین یعنی در عہدۂ جناب ایمہ ہست کہ بان اخبار فرمایند بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملازمان
والا اپنی گہر کی بھی خبر نہین رکھتی اور کا کیا ذکر ~ گر ہمی بیخبری حضرت والا ہوگی ؛ تار و پود پدر سب بالا ہو

قال المجتہد القمقام اور صحیح ترمذی مین روایت ہی کہ ایک شخص نے کہ اہل شام سی تھا ابن عمر سی حال
متعی کا پوچھا ابن عمر نی کہا کہ وہ حلال ہی اوس شخص نے کہا کہ تمہاری باپ نے تو اسکو منع کیا ہی ابن عمر نی کہا کہ تو مجکو بتا
کہ اگر میری باپ نی اوسی ممانعت کی اور کیا اوسکو پیغمبر خدا صلعم نی کیا مین ترک کرون سنت پیغمبر کو اور تابع ہون
اپنی باپ کی قول کا **اقول بفضل العزیز العلام** جناب اجتہاد مآب کی دیانت سی بہت دور ہی کہ اسقدر
نقل لفظ اور معنی مین خیانت کرین صحیح ترمذی مین حدیث حرمت متعی کی البتہ ابن عباس سے یون موجود ہی کہ قال اِنَّمَا
کَانَتِ الْمُتْعَۃُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ کَانَ الرَّجُلُ یَقْدِمُ الْبَلْدَۃَ لَیْسَ لَہٗ بِہَا مَعْرِفَۃٌ فَیَتَزَوَّجُ
الْمَرْاَۃَ بِقَدْرِ مَا یَرٰی اَنَّہٗ یُقِیْمُ فَتَحْفَظُ لَہٗ مَتَاعَہٗ وَتُصْلِحُ لَہٗ شَیْئَہٗ حَتّٰی اِذَا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ اِلَّا عَلٰی
اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ الآیہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَکُلُّ فَرْجٍ سِوَاہُمَا فَہُوَ حَرَامٌ اور جس حدیث
کو ملازمان والا نی نقل کیا ہرگز کتاب مذکور کی ابواب النکاح کیا باب متعۃ النساء مین بھی نہین ہان ابواب الحج کی باب ماجاء
فی التمتع مین بتصریح متعۃ الحج البتہ باین عبارت جو ہی عن ابن شہاب اَنَّ سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ
رَجُلًا مِنْ اَہْلِ الشَّامِ وَہُوَ یَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ

ابن عمر بھی حلال الی یوم القیامۃ ہی نہ کہتی ہوئی حرام ما نقلتم بحاصلہ پس یہ حدیث متعۃ النسا مین کہان تہری شاید ابھی ماخذ ہی کے
و ہسی ترجمہ لفظ عن التمتع بالعمرۃ الی الحج کو حذف کیا اور مغالطہ دہی کو صرف لفظ متعہ کا لیا سبحان اللہ جب یہ حال
مجتہدون کا ہو کہ دیدہ و دانستہ حدیثون مین دخل کرین تو مقلد کس گنتی مین ہارے گہنٹا ہوئی آنکہہ کہان کے بات
کہان پہنچائی ؎ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ❊ اتنا بہی
نہین جانتی کہ عبداللہ ابن عمر متعہ کی حرمت مین احادیث متعددہ مشہور ہین اور کتب معتبرہ مین مذکور
منہا ما اخرجہ الامام احمد فی مسندہ عن عبد الرحمٰن بن نعیم الاعرجی قال سأل رجل ابن عمر
عن متعۃ النساء فغضب وقال واللہ ما کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین
ومنہا ما اخرج ابن ابی شیبۃ عن نافع ان ابن عمر سئل عن المتعۃ فقال حرام ومنہا ما اخرج
البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امراۃ الا بنکاح الاسلام ویمہرہا ویرثہا پہر اباحت
اونسی کیونکر مروی ہو یہ آپکی جہل قدمائی ہین بلکہ بہت کہنہ ہی آبائی شیخ حلی نی کتاب نہج الحق مین لکہا کہ شافعی
کی ذیک نماز سفر مین قصر کرنا معصیت ہی اور والد بزرگوار جناب کے کتاب صوارم مین شیخین کے طرف نسبت کر کر
یہ عبارت فرماتی ہین کہ ابن عمر ابن عاص شخص معصیت کہ بخاری و مسلم ہر دو در صحیحین خود از وی روایت نمودہ اند کہ گفت
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان آل ابی طالب لیسوا باولیاء حالانکہ کتب
شافعیہ مین معصیت کا نام ہی نہین اور دونو کتابون مین نام ابی طالب کا نشان نہین خدا آپکی تقصیر معاف کرے ہی یہ بات
کہ یہ حدیث متعۃ الحج ہی مین سہی لیکن عبداللہ نی کیون اپنی باپ کی حق مین یہ بی اعتنائی کی جواب اسکا یہ ہی کہ وہ
شامی عامی تہا تفصیل تمتع کی نجانتا تہا سمجہا کہ مطلق تمتع حرام ہی اور محرم اوسکی حضرت عمر ہین اسیواسطی جب عبداللہ نے
بہی اوسکی جواب مین مطلقاً فرمایا کہ یہ حلال ہی اوسنی بطریق اعتراض کے کہا کہ ان اباک قد نہی عنہا تب عبداللہ نے
اوسکی ساکت کرنیکو کہا کہ ارأیت ان کان ابی نہی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلعم امر ابی یتبع ام امر
رسول اللہ تب کہا اوسنی بل امر رسول اللہ پس کہا عبداللہ نی لقد صنعہا رسول اللہ گویا اوسکو
الزام دیا کہ جس تمتع کو رسول اللہ کرتی تہی وہ تو ابتک جاری ہی میری باپ نے کیونکر حرام کیا پس معلوم ہوا کہ یہ
ارشاد عبداللہ کا اوسکی اسکات کو تہا کچھہ بی اعتنائی کی طور پر نہ تہا اب جیسی متعۃ النسا کی تحریم کی طعن سی حضرت عمر
بری الذمہ تہی ویسہی متعۃ الحج کی طعن سی بری العہدہ ہین ؎ حق پرکہ نگر نہون حق بیان بہی میری ساتھ ہاتہ
بحمد للہ کہ یہ معرکہ بہی ہاتہ رہا ❊ قال المجتہد القمقام اور صحیح مسلم وغیرہ مین لکہا ہی جابر بن عبداللہ سے

اسلام کی طرح اور اس نکاح سی وارث ہوتا ہی مرد عورت کا اور یہ وارث ہوتی ہی عورت مرد کی یعنی اس نکاح اسلام مین تو وارث جاری ہی اور نکاح متعہ مین نہین اسیواسطی وہ حرام ہی ۱۲ منہ ؎ یعنی سنا مینی رسول اللہ کو فرماتی تہی کہ آل ابی طالب میری دوست نہین ۱۲ منہ ؎ یعنی یہ بہید تو آگے ہی کہ اوسنی جو ارشاد کیا اور کیا اوسکو پیغمبر خدا نی تو دین پاس یا بعد کر دون

فرمایا کہ ہم متعہ کرتی تھی مدت تک عہد پیغمبر خدا صلعم مین اور عہد ابو بکر مین عوض ایک مشت خرمے کی یا آٹی کی تا وقتیکہ منع کیا
اوسکو عمر نے بیچ مقدمہ عمرو بن حریث کے اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب تمامی متعہ کرنا زمانہ آنحضرت مین اور تمام عہد ابو بکر
اور اوائل عہد عمر مین قبل منع کرنیکی جاری تھا پس صاحب انصاف کو اسیقدر کافی ہی اور بحث اور جدل کا کچھ ٹھکانا نہین فقط
وہو العالم **اقول بفضل العزیز العلام** جابر بن عبد اللہ نے جواز متعہ کی روایت کے فتوی جواز کا نہین دیا جو
ملازمان والا بارقہ ضیغمیہ مین باین عبارت افادہ فرماچکی ہین کہ روایت کردن چیزی مستلزم فتوای او بمی مضمون آن
نیست سچ ہی کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ روایات تجسیم اور تشبیہ وغیرہا کہ خلاف ضروریات دینیہ ہین کتب شیعہ مین
حد سی زیادہ موجود ہین چنانچہ کلینی مین ابی عمارہ سی روایت ہی کہ اوسنی کہا سمعت امیر المؤمنین علیہ السلام یقول انا ید اللہ
انا جنب اللہ اور اوسی کتاب مین اسود بن سعید نی ابی جعفر سی روایت کی کہ نحن لسان اللہ نحن وجہ اللہ
نحن عین اللہ و علی ہذا القیاس پس معلوم ہوا کہ روایت راوی کی مستلزم فتوی کو نہین ہوتی ۵ چو کار بی فضول
من برآید * مرا در وی سخن گفتن نشاید * اور جابر یا بعض اصحاب بلکہ عہد پیغمبر اور عہد ابو بکر مین متعہ کرتی تھے
حقیقت اوسکی یہی کہ یہ فعل اونکا مدت معلوم تک بعد حرام ہونی متعہ کی تھا بدلیل آیات محکمات اور احادیث
سرور کائنات جنکا ذکر ہو چکا لیکن بسبب عدم شہرت حرمت کے اطلاع نتھی جیسی ابن عباس کو اول اطلاع نتہی
آخر جب حضرت امیر نی فرمایا کہ انک رجل تائہ ان رسول اللہ صلعم نہی عن المتعۃ تب اونہی رجعت فرمائی
چنانچہ شرح مقاصد مین جابر سی روایت ہی کہ ما خرج ابن عباس من الدنیا حتی رجع عن قولہ فی الصرف
والمتعۃ اور صاحب کشاف وغیرہ مفسرین نی لکہا کہ وہ عند الموت فرماتی تہی اللہم انی اتوب الیک من قولی
بالمتعۃ وقولی فی الصرف اور علاوہ برین خود مسلم مین سبرہ جہنی سی روایت ہی انہ غزا مع النبی صلعم یوم
فتح مکۃ قال فاقمنا بہا خمسۃ عشر یوما فاذن لنا رسول اللہ صلعم فی متعۃ النساء فلم یخرج حتی نہانا
عنہا اور قسطلانی مین بروایت بیہقی حضرت امام جعفر صادق سی موجود ہی کہ انہ سئل عن المتعۃ فقال ہی
الزنا بعینہ اور حدیث تہذیب و استبصار کی جو گذر چکی شاہد عادل ہی غرض معلوم ہوا کہ یہ حدیث جابر کے
مبین وقت تاکید حرمت متعہ ہی پس ارشاد جناب کا کہ اس روایت سی معلوم ہوتا ہی الی آخرہ محض بے ٹھکانے کی بات ہے
۲ پلیان نہین جدال کا انصاف شرط ہی بی اصل بات اشتر گرگین کا ضرطہ ہی **قال المجتہد القمقام** لہ
جواب استفتا کی اضافہ کرنا بعض مضامین کا مناسب معلوم ہوا اسواسطی بطور خاتمہ کی لکہا گیا کہ جلال الدین سیوطی نے
تاریخ الخلفا مین بیچ فصل اولیات عمر کی لکہا ہی کہ عمر پہلا وہ شخص ہی کہ جسنی پڑہنا تراویح کا ماہ رمضان مین مقرر

اور پہلا آدمی وہ شخص ہی کہ جسنی متعہ کو حرام کیا اس سی ثابت ہوتا ہی کہ آخر عہد ابوبکر تک تراویح نتھی اور متعہ حلال اور جاری تھا
کس واسطیکہ اگر متعہ عہد جناب رسالتمآب صلعم مین حرام ہوگیا ہوتا تو عمر پہلی حرام کرنی والی نٹھہرتی اور تمام عہد ابوبکر
اور بعض عہد عمر مین جاری کیونکر رہتا اور اکثر اصحاب کبار مانند جابر بن عبداللہ انصاری وغیرہ کی کیون متعہ کرتے

اقول بفضل العزیز العلام یہ عجب ناانصافی کی بات ہی کہ جواب پائی جائی پھر بات بنائی جائی باتفاق
اہلسنت اور بتصریح اپنی والد بزرگوار کی کتاب حسام سی معنی تحریم اور تحلیل کے ملاحظہ کر چکی کہ مراد اوس سی اخبار ہی پھر
پھر استدلال بایں فی القایل اور تجشم بیحاصل کی کیا معنی مقصود سیوطی کا اولیات سے اَوَّلُ مَنْ اَخْبَرَ بِحُرْمَةِ الْمُتْعَةِ یعنی عمر اول وہ
شخص ہے کہ جسنی حرمت متعہ کی خبر دی اور اسیطرح معنی اَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ ہی یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ جسنی سنت
تراویح کو ظاہر کیا اسواسطی کہ کتب احادیث اہلسنت مین بتواتر ثابت ہی کہ اصل تراویح کی پیغمبر سی ہی کہ خلاف اور نفلون کے
تین شب آپنی اسکو بجماعت ادا فرمائی اور ترک مواظبت کی یہ علت بتائی کہ اِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ پھر جب
آفتاب نبوت نی غروب کیا تو یہ عذر جاتا رہا حضرت عمر نی بحکم قاعدہ اصولیہ شیعیہ وسنیہ کہ اَلْحُكْمُ الْمُعَلَّلُ بِعِلَّةٍ
يَزُوْلُ اِذَا زَالَتْ عِلَّتُهٗ اس سنت کا احیا فرمایا اسمین کیا گناہ لازم آیا شیعون نی تو وہ چیزین نکالین ہین کہ جنکی
شرع مین کچھ اصل نہین جیسی عید مباہلہ عید غدیر عید شجاع عید نوروز وغیرہ یہ کیا انصاف ہی کہ آپکو سب چھپ
اور کو آنچ نہو جو حرامون سی بچاوی اور عبادت کے طرف بلاوی وہ مطعون اور مذموم ٹھہری اور جو حرام سی لگاوی
اور عبادت سے بہکاوی وہ مستحسن اور معصوم بنی ہر کوئی بھی چاہتا ہی کہ کسی نہ دی مین لذات نفسانی اور جسمانی حاصل
کیا حضرت عمر کا جی نچاہتا تہا کہ اس تکلیف تراویح سی راحت لیتی یا لطف متعہ سی جسکو لذت دیتی اور بموجب
روایات شیعہ کی درجہ حسنین اور علی یا مرتبہ سید المرسلین ختم النبیین کا حاصل کرتی یہان سے معلوم ہوا کہ ہماری پیشوا
کہ خلفاء راشدین اور ائمہ طاہرین ہین بڑی زاہد اور ابرار تھی شہوت پرستی سی دور اور عبادت خدا کی حضور رہتی تھی
آو باشون نے اپنی عیاشی کی لئی یہ باتین بنائین ہین بیچاری معصومون پر تہمتین لگائین ہین خدا انسی سمجھی کی بہتر
انتقام لینی والا ہی **قال المجتهد القمقام** اور اگر کوئی کہی کہ اون اصحاب کو خبر نسخ کی نہ پہونچی تہی اسجہت سے
معذور تھی تو ہم کہینگی کہ ہمکو بھی خبر نسخ کی نہین پہونچی اور پھر نسخ اوسکا ثابت نہین ہوا تو ہم بھی معذور ہین

اقول بفضل العزیز العلام ماشاء اللہ یہ عجب طرح کی معذوری ہی کہ جان بوجھکر مرض
ضد سی معذور بنتی ہین ابھی حضرت ابن عباس سی منقول ہوا کہ دلیل حرمت متعہ کی سنتی ہی باز آئی اور
مرض الموت مین توبہ فرمائی ملا زمان والا اور اون صحابیون مین اتنا فرق ہی کہ وہ نسخ یا حرمت کہ

قال سنی تھی اور مانتی تھی اور آپ دیکھتی ہین اور نہین مانتی جہل کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہین اور کسی شمار مین
المجتہد القمقام اور بعض متاخرین علمای اہلسنت جو کہتی ہین کہ آیہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ناسخ متعہ ہی
سواو لا زن متمتع بہا باعتراف صاحب کشاف و دیگر صنادید سنیہ داخل ازواج ہی تو یہ آیت ناسخ نہین ہوسکتی اقول
بفضل العزیز العلام یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بر روی تو کس صنادید سنیہ نی لکھا کہ زن متمتع بہا
داخل ازواج ہی صاحب کشاف تو معتزلی ہی سنی نہین کہ احتمال مزعوم اوسکا اہلسنت کے حق مین حجت الزامی ہو بالیل
تحقیقے خصوصا جس وقت اوسکو شبہہ پڑا کہ جیسا منکوحہ عقد کی سبب سے جو کہلاتی ہی ویسا ہی متوعہ بھی زوجہ ہوسکتی ہی
حالانکہ یہ باطل ہی اسواسطیکہ تقیید علامت مجاز کی ہی لہذا حدیثون مین تزوج اور نکاح مقید بلفظ متعہ آیا ہی
اطلاق تزوج اور نکاح کا متعہ پر اور متوعہ کو زوجہ کہنا بطریق مجاز ہی نہ بطور حقیقت والا نکاح مقید کا کہ حدیث نکاح
الیہ منعون مین موجود ہی چاہئی کہ یہ بھی کوئی قسم نکاح کا ہو اور سلمنا کہ اوسکی نزدیک متوعہ حقیقۃً زوجہ مین
داخل ہی مگر حضرات کو جنت بلال کو تحریرات اہل اعتزال سی کیا کام ابو بصیر کی روایت حضرت امام صادق سی بہول گئی
انّہ سُئِل عَنِ المُتعَۃِ اَھِیَ مِنَ الاَربَعَۃِ قالَ لا وَلا مِنَ السَّبعِینَ مقداد نی کنز العرفان مین اجماع امامیہ کا
نقل کیا ہی کہ متمتع بہا مین اعتبار عدد کا نہین اور بعد نقل اسی حدیث کی لکہتا ہی کہ فَقَد بَانَ اَنَّ المُستَمتَعَ بِھَا
لَیسَت مِنَ المَنکُوحَاتِ وَلا المُتعَۃ نِکَاحٌ سچ ہی بحکم الغریق یَاخُذُ بِکُلِّ حَشِیشَۃٍ جب علاء زمان الا انی
نہین میسر ہوا یا تو معتزلیون کے دامن مین چہپی اگر نصاری کی پناہ ڈہونڈہینگی یا سچ بھی ہین جانتی کہ اگر متوعہ زوجہ ہوتی
تو چار سی باہر نہوتی اور لوازم زوجیت کی مثل ارث نفقہ طلاق لعان ظہار ایلا سب آپس متحقق ہوتی حالانکہ یہ سارے
چیزین بشہادت کتب شیعہ کی متوعہ مین مفقود ہین اور انکی انتفاکی دلیلین موجود چنانچہ صاحب منہاج النہایہ فی بیان
الآیہ لی اگرچہ بتقلید صاحب کشاف معتزلی کی مستمتع بہا کو زوجہ ٹہرایا مگر ان چیزون کو تخلف عنہا بتایا حیث قال
وَالمُستَمتَعُ بِھَا زَوجَۃٌ وَاِن تَخَلَّفَت عَنھَا فِی بَعضِ الصِّفَاتِ کَاستِحقَاقِ الاَرثِ وَالنَّفقَۃِ
وَوُقُوعِ الطَّلاقِ وَاللِّعَانِ وَالظِّھَارِ عَلَی قَولٍ وَالاِیلاءِ عَلَی الاَقوَی اور اشہاد کا تو نام نہین جیسا
تہذیب الاحکام مین ہی وَلَیسَ فِی المُتعَۃِ اِشھَادٌ وَلا اِعلانٌ رہی عدت وہ بھی مثل عدت زوجہ کے
نہین کیونکہ مطلقہ کی عدت تین مہینی ہین اور متوفی عنہا الزوج کی چار مہینی دس دن قال اللہ تعالیٰ وَالمُطَلَّقَاتُ
یَتَرَبَّصنَ بِاَنفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوءٍ وقال وَالَّذِینَ یُتَوَفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ اَزوَاجًا یَّتَرَبَّصنَ
بِاَنفُسِھِنَّ اَربَعَۃَ اَشھُرٍ وَّعَشرًا بلکہ کم ہی جیسا شہید انکا متعہ مین تفصیل کرتا ہی عدتہا

حَيْضَتَانِ وَلَوِ اسْتَبْرَأَتْ خَمْسَةً وَأَرْبَعُونَ يَوْمًا وَتَعْتَدُّ مِنَ الْوَفَاةِ بِشَهْرَيْنِ وَخَمْسَةِ أَيَّامٍ إِنْ كَانَتْ أَمَةً
وَبِضِعْفِهَا إِنْ كَانَتْ حُرَّةً وَلَوْ كَانَتْ حَامِلًا فَبِأَبْعَدِ الْأَجَلَيْنِ اور احصان تو اصلا نہین جیسا گذر چکا پس
ممنوعہ کیونکر ذوجہ مین داخل ہوئی **قال المجتہد القمقام** اور ثانیا تمہاری نزدیک جب آیہ مذکورہ نا سخ متعہ ہوئی تو
معلوم ہوا کہ کوئی آیت حلت متعہ مین وارد ہوی اور وہ منسوخ ہوئی کسواسطیکہ ناسخ کو کوئی منسوخ ضرور چاہئی اور آیہ
فما استمتعتم الآیہ کو تم بیان متعہ مین نہین کہتی تو پتا اوس آیہ متعہ کا جو منسوخ ہی بتاؤ **اقول الفضل العزیز**
العلام جن لوگون کی حق مین مفسرین معتبرین نی صیغہ تمریض کا استعمال کیا کہ وہ آیہ فما استمتعتم کو متعی مین کہتی تہی
اور پہر منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگون کی مذہب پر یہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجہم اوسکی ناسخ بلکہ ابو داود
مین ابن عباس سی منقول ہی کہ فما استمتعتم کا ناسخ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ
وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ بہی ہی لیکن بنا بر مذہب جمہور چونکہ نسخ عبارت ہی موقوف ہونا حکم شرعی کا دوسری حکم
شرعی سی تو اس صورت مین یہ سب آیتین محرم متعی کی ٹہرینگی اسواسطیکہ متعہ کرنا لوگونکا ابتدای اسلام مین بحکم شرع نہتہا
بلکہ بطریق تعامل کی تہا سیوطی ترمذی مین مضمون تعامل کا مذکور ہی کہ اوسپر حرمت طاری ہوئی اب کیا خدشہ ہا
جو تم نی ظاہر کی سی اس شق کو حضور نی بیان فرمایا ؎ یکدم کہ چشم فتنہ بخفت است زینہار ٭ بیدار باش
تا نزد و عمر بر فسوس **قال المجتہد القمقام** اور مستفتی نی جو پوچہا ہی کہ کون سی پیغمبر یا امام سی یہ مسئلہ جاری ہوا
جواب اسکا یہ ہی کہ متعہ بحکم جناب رسالتپناہ صلعم کہ خاتم النبیین ہین اور دین اونکا قویم اور شریعت اونکے
ناسخ شرائع سابقہ ہی مشروع اور جاری ہوا ہی اور احادیث اون حضرت کی صحاح ستہ مین بحکم مشروعیت متعہ
موجود ہین اور جاری رہنا اوسکا تا بعض عہد خلافت خلیفہ ثانی بہی صحاح مذکورہ سی ثابت ہی **اقول الفضل**
العزیز العلام فی الحقیقت ابتدا اسلام مین بحسب ضرورت بطور تعامل نہ بطریق مشروعیت متعہ ایکبار
جاری ہوا تہا پہر جب ان آیتونکا نزول ہوا تو حضرت نے ممانعت فرمائی اور اسمین حرمت مؤبدہ ٹہرائی چنانچہ
تفاسیر معتبرہ اور صحاح ستہ مین بتفصیل مذکور ہی اور مشتی نمونہ از خروارے یہان بہی جابجا ذکر کیا گیا اگر زیادہ
ہوس ہی تو بالفعل شرح مسلم امام نووی کی مطالعہ فرمائی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ تحریم اور اباحت متعی کے
دو مرتبہ ہوئی پہلی چند روز حلال تہا پہر خیبر کی دن حرام ہوا پہر تین دن جنگ اوطاس یعنی مکہ معظمہ
مین حلال رہا پہر قیامت تک حرام ہوا بعد اسکی اوسی کتاب مین دفع دخل کرتا ہے ولا مانع

یمنع تکویرا لاباحۃ والتحریم سے ہماری خدشی تھی جس بہائی ہیں + اورگئی چٹکیان بہائی میں **قال المجتہد القمقام** اور پیغمبر ہماری تو ایک ہی ہیں یہ سوال کہ کون سی پیغمبر سی جاری ہوا ویسا ہی کوئی پوچھی کہ یہ مسئلہ کونسی خدانی فرمایا ہی **اقول الفضل العزیز العلام** اگر اس سوال میں غلطی بھی نہو لی تو اوسکا پکڑنا بیجا تہا شاید قضیہ مسلمہ المؤاخذات اللفظیۃ لیست من دأب المحصلین فرایاد خاطر قدسی مظاہر نہ رہا آپکا قصور نہیں تقاضای ہن سی ہی ع یک پیری و صد عیب چنین گفتہ اند + تامل سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سوال حق ہی کیونکہ اکثر باتین عبادات اور عادات اور محرمات اور مباحات وغیرہ اور دینوں کی اس دین میں باقی ہین بعضی بعینہ بعضی کچھ شروط اور قیود سی چنانچہ بجای خود مقرر ہی اسلئی سائل نے پوچھا کہ متعہ کونسی پیغمبر یا امام سی جاری ہوا آیا ہماری حضرت اور ایہ امت سی جاری ہوا یا اگلی بھی کسی پیغمبر یا اونکی خلفا کی وقت میں تہا اسمین کیا قباحت لازم آئی کہ جناب نی یون شد و مد سی بیکار بات بنائی کہ ہماری پیغمبر تو ایک ہی ہین اوسنی اپنی پیغمبر کی ایک ہونیکا کب انکار کیا ع سمجہہ کا پہیر ہی ورنہ سوال سیدہا ہی * بلکہ اگر غور کیجیئی تو اس سوال میں ایک نوع کی انکار اور توبیخ یا تعبیر ہی یعنی متعہ تو بارشاد پیغمبر خدا اور بامداد ائمہ ہدی حرام ثابت ہوتا ہی پہر کون سی پیغمبر یا امام سی جاری ہوا پیغمبر اور امام تو ایک ہی ہین یہ کسنی کی وہکو سلا حلت کا پیچ مین سی نکالا جیسا عرف مین کوئی کچھ کام خلاف عقل اور شرع کی کرتا ہو تو اوسکی توبیخ یا تعبیر کی لئی کہتی ہین کہ یہ بات کونسی خدائی فرمائی شاید جناب اسی مضمون کی جز کو سمجہکر خالی ہو گئی آپ سی بڑا تعجب ہی کہ یون فرماوین کہ یہ ویسا ہی کہ کوئی پوچھی کہ یہ مسئلہ کون سی خدا نی فرمایا کیونکہ غایۃ الامر تو یہی ہی کہ اس کلام سی تعدد خدا کا متوہم ہوتا ہی سو موافق مذہب پیشوایان جناب کی اسمین کچھہ برائی نہین کتب معتبرہ شیعہ مین مانند تفسیر مجمع البیان وغیرہ کی لکہا ہی کہ خالق خیر کا خدا ہی اور خالق شر کا شیطان حالانکہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون و من شر ما خلق وغیرہ اس عقیدہ کو جہٹلا رہا ہی پس بنا بر اس قاعدی کی اگر سائل نی استہزا یہ بہی اشارہ خفیہ کیا ہو کہ معاذ اللہ جب خالق دو ہین تو پیغمبر اور امام بہی دو ہونگی ایک خیر والی کی ایک شر والی کی پس کونسی پیغمبر اور کونسی امام نی اسکو جاری کیا آیا پیغمبر اور امام شر والی نے یا پیغمبر اور امام خیر والی نی **قال المجتہد القمقام** اب تم بتاؤ کہ جنہون نی حرام کیا وہ کونسی پیغمبر تہی کہ ناسخ شریعت خاتم النبیین صلعم ہوی خلیفہ اور امام کا مرتبہ تو یہ نہین ہی کہ حکم پیغمبر کو نسخ کری ہان اس جہت سی کہ وحی و کتاب موافق اونکی رای کی نازل ہوتی تہی دعوای ہمسری کا ہوسکتا ہی **اقول الفضل العزیز العلام** البتہ ہماری مذہب مین خلیفہ یا امام کوئی محرم یا محلل نہین اسیواسطی ہمنی کہا کہ احرمہما یعنی آخر

یعنی نعوذ باللہ خطا
پیغمبر جو ہم علی
سوراو با ای نہین
یعنی
اسلئی پیر ایک
تمکو خود بوجہ آگی
یعنی سہو
یعنی ہم جیسا
بکا سی
بیان

یعنی جو متعۃ النسا کی تہی پہر صدر ملازمانی الابد ترازگ نہی کیونکہ والد بزرگوار جناب کی کتاب حسام مین تحت ارشاد ائمہ علیہم
فهو محللون ما يشاؤن باقر مجلسی سے نقل فرماتی ہین کہ ظاهرة تفويض الاحكام ہیں کیونکر فرمانا ابکا کہ خلیفہ
یا امام کا مرتبہ تو یہ نہین کہ حکم پیغمبر کی نسخ کری یا ور ہوا ور جو افادہ ہوا کہ ہان اس جہت سی کہ وحی اور کتاب موافق اونکی رائے کی
نازل ہوتی تہی دعوای ہمسری پیغمبر کا ہو سکتا ہی الحمد للہ کہ حق بر زبان جاری ہوا فی الحقیقت اکثر وحی اور کتاب
اونکی رای کی موافق اوترتی تہی مگر با وجود اسکی کسی اہلسنت کے نزدیک ثابت نہین کہ اس سبب سے وہ دعوی ہمسری
پیغمبر کا کرتی تہی یہ جناب کا ابداع احتمال ہی یا خام خیال با وجودیکہ اوترنی وحی اور کتاب کے موافق رای امامیہ کے
شیعہ البتہ دعوای ہمسری آل عبا بلکہ پیغمبر خدا کا کرتی ہین صاحب تفسیر منہج الصادقین صاف صاف کہہ ہی ہین کہ جو ایکمرتبہ
متعہ کری حسین کا درجہ پاوی اور جو دو بار متعہ کری تب حسن کا پاوی اور جو تین بار متعہ کری مرتبہ علی کا پاوی اور جو
چار بار متعہ کری وہ مرتبہ نبی کا پاوی غور کرنا چاہیئی کہ چار مرتبہ کی متعہ پلشت مین جب تین معصوم اور پیغمبر کا مرتبہ
حاصل ہو تو ہمسری پیغمبر کی کسنی کی راوی بہول گیا پانچوین مرتبہ بہی کہدیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا پہر کیا حاجت تہی
مقید ہونی کی شترلی مہار جو چاہتا سو کرتا مقام انصاف ہی لیکن حضرات شیعہ اس خیر الاوصاف سی صاف
معاف ہین فاعلموا ايها الخلان ان الله يامر بالعدل والاحسان **قال المجتهد القمقام**
اور اگر منسوخ پہلی سی ہوتا تو مالک امام اہلسنت کے نزدیک بہی جایز نہ ہوتا حالانکہ شمس الائمہ سرخسی اور صاحب ہدایہ
اور شارح مقاصد اور صاحب جامع الرموز اور قاضیخان اور صاحب کنز الدقایق اور ملا یوسف اخی اور صاحب
خزانۃ الروایات اور صاحب فتاوی تاتارخانیہ اور شارح کنز الدقایق اور صاحب حدایق الازہار اور صاحب
تبیان الحقایق اور شارح مختصر وقایہ وغیرہ اپنی مصنفات مین مصرح ہین کہ امام مالک کی نزدیک متعہ حلال ہی **اقول**
بفضل العزيز العلام امام مالک ہرگز مجوز متعہ کی نہین بلکہ اپنی موطا مین یہ حدیث حرمت متعہ کی لائی کہ
ان خولة بنت الحكيم دخلت على عمر بن الخطاب فقالت ان ربيعة ابن امية تمتع بامرءة
مولدة فحملت منه فخرج عمر ابن الخطاب فزعا يجر رداءه فقال هذه المتعة ولو كنت
تقدمت فيها لرجمت اور مالکیہ باجمعہم قائل ہین کہ متعہ حرام ہی چنانچہ منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ مین ہے جو
کہ لا يجوز نكاح المتعة وهو النكاح الى اجل بلکہ صاحب تحفہ افادہ فرماتی ہین کہ مالک متمتع پر
حد تجویز کرتی ہین اور سنیئے اسکی اسباب مین شہادت علامہ حلی کی کشف الحق مین کیا کم ہی کہ فرماتی ہین ذهبت
الامامية الى اباحة نكاح المتعة وخالف فيها الفقهاء الاربعة اور اسیطرح احقاق الحق

۲ اگر متعہ پہلے بہی حرام ہوتی تو سنایہ کرتا ۱۲ منہ
یعنی نہیں حلال ہی نکاح متعہ کا اور وہ یہ ہے کہ ایک مدت معین تک نکاح کیا جاوے ۱۲ منہ
ه یعنی مذہب امامیہ کا یہ ہی کہ نکاح متعہ کا مباح ہی اور فقہای اربعہ یعنی ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کی نزدیک مباح نہیں ۱۲ منہ

مین بھی مذکور ہی اب نسبت تحلیل متعہ کی امام مالک کیطرف گویا تخطیہ کرنا شیخ حلبی وغیرہ کا ہی اور ملا رزمان ۲ الا ای جن کتابون کے
نام یہان مذکور فرمائی اونکی مضمون سے فقط بہ تبعیت صاحب ہدایہ کے درج کی لیکن منہیہ اوسکی ثبوت مین کلام بھی فرمائی چنانچہ
جامع الرموز وغیرہ مین بعد نقل عبارت ہدایہ وغیرہ کی لکھدیا لکن فی ثبوتہ کلام جسکو ملا زمان ۲ الا ای اتباعا لاسلافہ الکرام
تکثیر استشہاد کی لئی حذف کیا اور واسطی جتانی کم علمون کے بحکم ع تا بدانند در این معرکہ ناہم نیستیم * اس خیانت کا راستہ لیا حیف
اس فرقہ کی نادانی پر کہ باوصف ان خوبیون کے ثقہ جانتی ہین اور دین و دنیا کا امام برحق گردانتی ہین **قال المجتہد القمقام**
اور بعض جو کہتی ہین کہ صاحب ہدایہ وغیرہ نی نقل مذہب امام مالک مین خطا کی سو نہین معلوم کہ اونسی خطا ہوئی ہاں ایسی اگر ظاہر مین تو
خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتے **اقول بفضل العزیز العلام** ابھی بتصریح مالک اور مالکیون کے معلوم ہو چکا
کہ یہ حضرات حلال متعہ کو حلال نہین کہتی اور ظاہر ہی کہ صاحب ہدایہ تو حنفی المذہب تھا بموجب تصریح ملا زمان ۲ الا ای کی رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین
کہ مذہب ابو حنیفہ را حنفیہ بہتر میدانند و مالک را مالکیہ و مذہب شافعی و احمد را شافعیہ و حنبلیہ اوسکی نسبت قول مالکیون کا احری بالقبول ہی کہ
اہل البیت ابصر بما فی البیت اس صورت مین جو غلطی صاحب ہدایہ کی یہ ہی کہ علمای امامیہ کا قدیم سی معمول ہی کہ کبھی کسی ایک مذہب اہلسنت
مین اپکو متمذہب کر ایسی روایتین نقل کر دیتی ہین تا پچھلی شیعہ او پر الزام کی قدرت پاوین چنانچہ کشف الغمہ مین لکھا ہی کہ الشیخ
ابا عبد اللہ محمد الکنجی کان یتلبس لاہل السنۃ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ واللہ ہو ۔ اسیطرح شاید کسی
شیعہ نی مالکی بنکر مالک کیطرف جواز متعہ کی نسبت کی ہو گی اس سبب سی صاحب ہدایہ نی وہ کہا یا اسیواسطی حواشی ہدایہ اور دیگر
کتب فقہیہ مین تخطیہ صاحب ہدایہ کا موجود ہی لیکن ثبوت خطا بعضی اکابر کا کسی جگہہ خصوصا نقل مذہب غیر مین مستلزم ثبوت خطا
دوسری جگہہ مین نہین الا تخطیہ ابن بابویہ قمی کا طہارت خمر مین کہ شیخ ابو جعفر طوسی نی کیا یا تخطیہ شیخ ابو جعفر طوسی کا بحث عدم
جواز مسح بالماء جدید مین کہ شیخ بہاء الدین عاملی نی کیا اور بعد بسط مقال کی شرح اربعین مین کہا کہ وغفلۃ مثل ذلک
الشیخ الجلیل عن ہذا عجیب لکن الجواد قد یکبوا والصارم قد ینبوا بلکہ وقوع خطا کا موضع آخر مین بلکہ
سایر مواضع مین ہو گا اور اپنی ہاتھون اپنی پاؤن پر تیشہ مارنا پڑیگا شاید اسی اندیشی سی والد بزرگوار جناب کی پہلی ہی
کتاب صوارم مین پیش بندی کر گئی کہ کم مذہبی خواہد بود کہ بعضی از روایات بی اصل ماؤل و ران نباشد اور بنا بر اسکی عدد
کی جابجا صوارم اور حسام مین تاویل احادیث ائمہ کی کر کر صاحب تحفہ کو جواب دیا ہی پس اب شاد ملا زمان ۲ الا اکا کہ اگر
ظاہر مین تو خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتی اندھا دندہ ہی اس تصریحات و تحقیقات سی در حقیقت خطا صاحب ہدایہ
وغیرہ کی اسباب مین معلوم ہوئی آگی آپ مجتہد ہین جو چاہین فرماوین ع فان القول ما قالت حذام **قال المجتہد القمقام** سلمہ
کہ ملا عبد القادر نی تاریخ بدائونی مین لکھا ہی کہ قاضی شیخ حسین قاضی مالکی نی اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اس لیکر بادشاہ

ع یعنی علمای سنی کی مذہب پر اپنے آپ کو ظاہر کرنا تقیہ اور فریب سے ۔ راوی ۱۲
ع یعنی تقیہ ایسی رنگ سے تجسس باتیں کرتی سو کہنی اپنی طرف کی اور تقیہ ۔ فرمائی ۱۲ منہ

بموجب انکی اجازت کے بہت سے متعی کیے **اقول بفضل العزیز العلام** یہ بنائی فاسد بر فاسد ہی کیونکہ اول صحت قصہ کی
مسلم نہین اکبر بادشاہ مالکی المذہب نتہا کہ اوسکی حال پر یہ حکایت منطبق ہو اور بر تقدیر تسلیم جسقدر ملا زمان والا بارقہ
ضیغمیہ مین عبارت تاریخ بداونی کی نقل کی اوسی متعہ کرنا اکبر بادشاہ کا ایک مرتبہ یا زیادہ ہرگز ثابت نہین ہوتا آپکا
حاشیہ ہی ہان یہ البتہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد رد و بدل بسیار بادشاہ کی خاطر سی بعضی دنیا دار عالمون نے مالک کے طرف نسبت
کرکر حکم اباحت کا دیا لیکن اسکا کیا اعتبار شوستری نے مجالس المومنین وغیرہ مین بعینہ اسیطرح کے باتین بادشاہون کے خاطر سی اپنی
علما کیطرف نسبت کرکے لکہین کہ بعضی علماے شیعہ باوجود علم و فضل کی خلفاے عباسیہ کے تالیف کو مسائل شرعیہ مین مساہلت اور توجیہ
کرتی تھی پہر جب یہ توجیہ اون عالمون کے اور وہ فعل عباسیون کا شیعون پر حجت نہین تو بر تقدیر ثبوت یہ فعل اکبر بادشاہ کا کہ
خلاف ثقلین ہے اہلسنت پر کیونکر حجت ہوگا دنیا پرست لوگ خوشامد اور درآمد کی واسطی بادشاہون سے ایسی باتین بہت کہتی
ہاین کیا خوب شریعت سے نکل گیا جو بارقہ ضیغمیہ مین آپنی یون فرمایا چہ بحسب مجاری عادات معلوم ہست کہ بمقتضای الناس علی دین
ملوکہم قلوب اکثر ناس راغب و مائل میباشد برضا جوئی حکام و سلاطین روزگار و بہ طرف جمع نمودن زخارف دنیای ناپایدار پس
در وضع اخبار یکہ موافق مرضی حکام باشد استبعادی نیست سے گہری بہول بہٹک ہی تو اندہیرا ہوگا چار جانب سے
بہت آنکو گہیرا ہوگا۔ مقام غور ہی کہ ملا زمان والا حکام اودہ کی خوشنودی کی واسطی کیا کیا اولٹ پہیر کرتی تہی یہانتک
کہ قرآن مین نقصان ثابت کرکر سبکو ناقص الایمان بنا دیا بی برکتی سی شہر برباد ہوا کفار کا ہر طرف شور و فساد ہوا مضمون
سے وبلدۃ لیس بہا انیس۔ الا الیعافیر والعیس۔ دربیش ہی ہر اہل ایمان پریشان ہی امید وہ ابتک نہین ورنہ
خدا خیر کرنی اپنی جیمین سمجہہ جائیی زیادہ منہہ نہ کہلوائی یہین تک بس ہی دیکہی پانچ چار حدیثین حرمت متعہ کی اہلبیت سی
مطالعہ کیجئی بیہقی نی جناب امیر سی روایت کی قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلعم عَنِ الْمُتْعَةِ وَاِنَّمَا كَانَتْ لِمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلَمَّا نَزَلَ
النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ بَيْنَ الزَّوْجِ وَالْمَرْاَةِ نُسِخَتْ اور حازمی نے حسن اور عبد اللہ سی اور انہون نے
اپنی باپ محمد بن حنفیہ سی اور انہون نی اپنی باپ علی مرتضی سی روایت کی کہ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَمَا عَلِمْتَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلعم نَهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُتْعَةِ اور صاحب تحفہ نی بواسطہ انہین راویون کے
حضرت علی سی روایت کی کہ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ بِتَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ اور
بیہقی نی ابو ذر سی روایت کی کہ قَالَ اِنَّمَا اُحِلَّتْ لِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلعم مُتْعَةُ النِّسَاءِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا
اور قسطلانی نی حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی کہ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ هِيَ الزِّنَا بِعَيْنِهٖ جیسا اوپر مذکور ہوا
اور یہان بھی واسطی برکت کی اعادہ کیا ہے اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ۔ هو المسك ما كررته يتضوع

يعنی كيا جاجب تو بتلائی ان رشتہ كو ... يعنى سوال الكتاب ... مسكرات ... سى اور نشہ ... جسكو نكاح كا نقد ... پہر جب آيا حكم نكاح ... اوس عدت ... ميراث ... وہ نسخ ہوا ...

يعنی حضرت على نى كہا ... ابن عباس سى ... كيا تمكو ... نہيں معلوم ... پيغمبر خدا نى منع كيا ... گوشت سى اور ...

يعنی فرمايا حضرت على نى ... پيغمبر خدا نى كہا ... كہ منادی كروں ... متعہ حرام ہے

يعنی ابو ذر غفاری سى كہا كہ ... اصحاب پيغمبر كو ... تين دن تك ... حلال رہا بعد اسكے ... منع ہوا

يعنی پہر كر ذكر نعمان كا كہ وہ ذكر ہمارى حق مين مشك ہى جسقدر اوسكو بار بار كريگا زيادہ خوشبو ديگا

اب حضور والا فرمائین کہ اکبر بادشاہ نے کہان متعہ کیا اور مالک نے کیونکر حلال کہا اور اوسکو حضرت عمر نے حرام کہا یا خود
جناب پیغمبر نے ہوش کی باتین کیجیے اگر متعہ حلال ہوتا اور اجر یا زجر اوسکا جیسا خلاصۃ المنہج والے نے لکھا کہ ممتوعہ کے بوسے مین
حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہی اور ہر لذت اور شہوت کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور جو بغیر متعہ کے مرگیا قیامت کے دن بدشکل اوٹھیگا اور ناک
اوسکی کٹی ہوگی تو بیشک ائمہ اسنے باز نہ رہتے گیارہ اماموں مین کسینے متعہ نہین کیا علی الخصوص جناب امام حسن کہ باعتراف صاحب
مجالس المومنین وغیرہ کے بیشتر نکاح کرتے اور طلاق دیتے یہانتک کہ حضرت امیر لوگون کو فرماتے کہ اپنی لڑکیون کو اسکے نکاح مین ندو
کہ مرد مطلاق ہی یعنی بہت طلاق دیا کرتا ہی اسنے کنارہ کشی نکرتے کہ بہت سہل تھا ہم خرما وہم ثواب پھر باز رہتے ہین ان
اماموں کے اہمال اجر اور استیمال زجر لازم ہی یا نہین معاذ اللہ جنہوں نے یہ حدیث بناکر اس حرام کاری کو اماموں کی طرف منسوب کیا
اور اونکی فضل امامت پر بٹا لگایا ع دوستی بیخرد خود دشمنیست انصاف شرط ہی بے انصافی خوب نہین ان اللہ لا یھدی
القوم الظلمین تتمہ جب نوبت کلام کی یہانتک پہونچی تو دریافت کرنا بہت کا ضرور ہی بمقتضای یہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا
اور بمودای عظیمہ ولا تبذر تبذیرا افراط اور تفریط ہر چیز کی دین مین ممنوع ہی اوسکی مرتکب کیلئے انہ لا یحب المسرفین
وان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ارشاد فرمایا اسیواسطے حدیث شریف مین ما قل وکفی خیر مما کثر والھی
بھی آیا سو یہ دونو امر مذہب شیعہ مین بہت مروج ہین خصوصًا لذات نفسانیہ کے باب مین کہ ترک نکاح کو باوجود خواہش کے
مستحب جانتے ہین یہ نہایت مرتبہ تفریط کا ہی اور فعل سفاح کو باوجود نہ خواہش کے اوجب سمجھتے ہین یہ نہایت مرتبہ افراط کا ہی
اس قوم نے ننگ باز ہی اور استعمال نجاسات مین جسقدر درازی اس حد کو پہونچائی کہ کوئی کام عبادات اور عادات کے اسسے خالی نہین
بیان سے شرم شرماتی ہی یہ نہین شرماتے سوای متعہ محرمہ کی انکی بیرون ایک متعہ دوریہ نکالا ہی کہ دس بیس آدمی ملکر ایک
عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری اوسکی ساتھ رہین مصائب النواصب والے لکھتا ہی یہ حکم اوس عورت مین ہے جسکا حیض منقطع
ہوچکا ہو جامع عباسی مین ہے کہ اپنی لونڈی کو کسی پر حلال کردینا درست ہی اور بحر اور مباحات لکھا کہ یہ خواص فرقہ ناجیہ
اثنا عشریہ سے ہی ارشاد الاذہان مین ہی کہ اپنی لونڈی یا ام الولد یا مدبرہ کا کسی پر مباح کردینا منع نہین استبصار مین ہے
کہ عاریت دینا فرج کا روا ہی اور بالاجماع وقف کرنا فرج جاریہ کا شیعہ کے مذہب مین درست ہے اور خرچی اوسکی نوشجان کرنا
حلال طیب جیسا حلوا المذہب استبصار مین ہے کہ عورت کے دبر مین کرنا مضائقہ نہین کلینی وغیرہ مین لکھا ہی کہ عورت کو برہنہ کرکر
اوسکی ستر کا دیکھنا بہتر اسکی لذت نہین حلیۃ المتقین مین ہے کہ بوسہ لینا فرج کا درست ہی ایک شیعہ معتبر نے میرے روبرو کہا
کہ شرایع کی شرح مین لکھا ہی کہ عورت کے فرج پر تیمم کرنا مضائقہ نہین خلاصۃ المذہب وغیرہ مین ہے کہ جسنے لونڈونکی فلان کی
تو اوسکے وجوب غسل اور فساد صوم مین تردد ہی شرایع مین ہی کہ کھانا پینا حالت نماز مین منع نہین استبصار مین ہے کہ مین

نماز مین خصیون سے کھیلنا حرام نہین اور یہ مسئلہ تو انکی یہان مشہور ہی کہ اگر کوئی بغیر ضرورت برہنہ ہوکر ذکر اور خصیتین پر مٹی
لگاوی اور نماز پڑہی تو ہو سکتا ہی ابوجعفر طوسی وغیرہ نی لکہا کہ اگر مصلی حین نماز مین خوبصورت عورت سے لپٹی اور نعوظ پیدا ہوا اور
ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے رکہا اور مذی بہت سے نکلی نماز اوسکی صحیح ہی من لا یحضرہ الفقیہ مین ہے کہ جس کپڑی مین شراب یا سور کے
چہنٹی لگی ہو اوسی نماز مین حرج نہین جامع عباسی وغیرہ مین ہی کہ نجاست خشک حیوان یا گوہ خشک انسان پر نماز پڑہی تہذیب مین ہے
کہ اگر مصلی نی بعد فراغ نماز کی اپنی کپڑی مین انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکہا یا منی اور خون سے آلودہ پایا یا نماز مین خلل نہین
استبصار مین ہے کہ دخول فی الدبر مین اگر انزال نہوا تو مرد پر غسل لازم نہین اور عورت ہر حال مین پاک ہی ابن مطہر نی منتہی مین
باجماع شیعہ لکہا کہ جس پانی سی استنجا کیا اور اجزای نجاست کی پانی مین ملگئی اور منتشر ہوئی تا آنکہ وزن پانی کا زیادہ ہوا
وہ پانی پاک ہی صاحب تحفہ نی لکہا کہ شیعہ کی نزدیک اگر پیشاب کرنی مین اترہی یا موچہنہ یا رخسارہ یا بدن پر کچہہ قطرے
بول یا مذی کی اور گر پڑی تو دہونی کی حاجت نہین نماز درست ہی اور اسیطرح اگرچہ بچہ مین کہ گوہ غلیظ بہرا ہی غوطہ
لگایا اور جرم نجاست کا اوسکی بدن پہ نہین تو بہی وہ ہوئی نماز ہو جاتی ہی اور اگر آش بقدر تین پاو کی پکاوین اور اوسمین
ایک پاو دم مسفوح ملاوین یا گہوڑی یا گدہیکا پیشاب ڈالین تو وہ نجس نہین حلال ہی اخ تہوع ہست ہرگندہ پرنی کندہ
اور جو پانی کہ بقدر کر کی ہو اور اوسمین آب استنجا اور خون اور حیض اور مذی اور ودی اور بیٹ جانورون کے بیشمار پڑی ہون
اور گہل مل گئی ہون اور کتی نی سے بہنے اوسمین پیشاب کیا ہو اگر اوس پانی سی آش یا فالودہ بناوین اور روزہ افطار
کرین تو کچہہ قباحت نہین حلی نی تذکرہ مین لکہا کہ جس روٹی کا خمیر پانی نجس سی بنا وہ روٹی پاک ہی الغرض یہ مشتی
نمونہ از خروارے و اندک از بسیاری ہی کہ حضرات شیعہ باوجود دعوی اتقا اور طہارت کے ایسی فسق اور نجاست
مین مبتلا ہین اور اپنی عیب پوشی کو اہل طاہرین کی طرف نسبت کرکر اونکی دامان پاک کو اس چہینٹا ناپاک سی آلودہ کرتی ہین
ع بدنام کنندہ نکو نامی چند * وہہنا قد تمت الرسالۃ و تمت المقالۃ جناب اجتہاد مآب سلطان العلما کی
خدمت سراپا بجدت مین عرض ہی کہ اس فقیر پر تقصیر کو ہرگز اس تحریر کا خیال نتہا لیکن بحکم الامر فوق الادب بموجب ارشاد
فیض بنیاد کی اتفاق تسوید کا پڑا الحمد للہ کہ الحق یعلو ولا یعلی حق غالب آیا اب یا تسلیم کیجیے یا الزام کی لکہیے اگر آپ
یہ عادت چہوڑینگی تو ہم بہی یہ تحفہ سوڑینگی ؎ جوان مردان بتابند از میان رو ہمین
میدان ہمین چوگان ہمین گو * رب انصرنی بما کذبون * فقط

؎ ای رب میرے مدد کر کہ اونہون نے
مجھکو جہٹلایا ۱۲ منہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلامه على نبيه المصطفى وعلى الذين اتبعوه وكانوا اخوان الصفا وبعد

فهذه وريقات متوجهة بلمعات الثقلين في اثبات حديث الاقتداء بالشيخين حررتها امتثالا

لمن لا يسعني مخالفة امره ولا يحصيني علو موافقة اشارة اليلمعي الغطمطم والوذعي الخضم

النقيم الهمة بالشمال والفطين المتين الجال لجم الطمطام جلين الجود والجبر القمقام في الوجود وبحر المكرم

كاكرم الامجد مولانا نظام الدين احمد المعروف بصاحب المودود بي جشتي ابقاه الله مصروفا

الى الخير والمواهب هي مقصورة على مقدمة وذيل وثلث لمعات وخاتمة وتتمة ليدل الى اصحاب

الجنان شاف متوكلا على الله المعبود فها انا اشرع في المبادي والمقصود مقدمه در بيان تمهيد كيفيت

صحت حديث اقتدا الشيخين رضي الله عنهما بر ضماير اولو البصاير مخفي و مستتر مباد كه بر شهادت اقتدا بحضرات ثلثه لا سيما

جناب شيخين دفتر دفتر زبر مبينات و سفر سفر مويدات كه نزد حق انديشان موجود هست بجميكه صرف و اتجاه آن بر غير ايشان

كالشمس على رابعة النهار اشتهار دارد بجمله آن محتج به حديث اخص اقتدوا باللذين بعدي ابي بكر و عمر است كه باعتبار

مفهوم خاص با من بر دو تخاص اختصاص باقته يعني دليل صريح است بر آنكه اقتدا و تبعيت شيخين ما مور و شعار جناب ايشان

و با وجود ايشان اقتدا و تاسي بغير ايشان محتمل خطر خطير چه اكه اقتدوا بصيغه امر مخاطبين ارشاد شده و صيغه امر بطريق

امر مفيد وجوب به اقتدا الشيخين كه بطريق امر است مفيد وجوب بسبب همين عدالت نتيجه ثابت نيست كه جناب ايشان فضولي

اند این اقتدائی مامور بودی گاهی مستنکف یا مستکراهی داشته باشند حاشا و کلا فما ظنک بمن هداه رضی عنه
یعنی بنور الله لکن مخالفان بسبب وا از رهگذر فرط تعنت و عناد که در پردهٔ اسلام با اهل اسلام دارند این چنین افعال
و احوال جناب اقدس بر آنجناب تقیه میگذارند و هرگاه تاویل تقیه گنجایش ندارد ذکر توجیهات رکیکه در ابطال تقسیم
احادیث صحیحه هیدارند برای صدق المقال المو دجی آنست که درین زمان شورش عنوان یکی از معاصرین شیعی مذهب
خدشات چند برین حدیث اقتدا قلم بند کرده نزد بعضی احبه ابلاغ داشته چون حسب فرمایش مولانای مذکور بصدد
ابطال آن باطل مسطور است اولاً نقل عبارت پر خسارتش درینجا ضرور تا در فهم و افهام کلام جانبین موتی رو نماید
فهاموا کتابه و تشددوا علیه عتابه و هو هذا بسم الله الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد
مخفی مباد که باعتراف ثقات مخالفین بدریافت رسیده که نزد ایشان سندی برای اقتدا بشیخین بالاترا اقتدوا باللذین
من بعدی ابی بکر و عمر دیگر نیست و لهذا در مجامع عوام و خواص ایشان بتقدیم این حدیث افتخار تمام دارند حالانکه از قدیم الایام
این حدیث مخدوش آمده است هرچند نقل آن خدشات باستیفاء درینجا بطول میکشد اما بعض خدشه عمده التفاسیر و تائید
اهل بصیرت می باشد پس این حدیث ایشان مخدوش است بچند خدشه خدشه اول آنکه مامون رشید در عهد خلافت خود
مجلسی ترتیب داده بحضور جناب امام رضا ع م درین حدیث با مخالفین کلامی دقیق کرده مثبت سطور کرده ان هذین الرجلین
یعنی ابا بکر و عمر لا یخلوا من ان یکونا متفقین من کل جهة او مختلفین کذلک فان کانا متفقین من کل
جهة کانا واحداً فی العدد و الصورة و الجسم و هذا معدوم ان یکون اثنان بمعنی واحد من کل
جهة و اذا کانا مختلفین فکیف یجوز الاقتداء بهما و هذا تکلیف ما لا یطاق لانک اذا اقتدیت
بواحد خالفت الآخر و الدلیل علی اختلافهما ان ابا بکر سبی اهل الردة و ردهم عمر احراراً
و اشار عمر الی ابی بکر بعزل خالد بقتل مالک بن نویرة فابی ابو بکر علیه و استخلف ابو بکر و لم یفعل
ذلک عمر و حرم عمر المتعتین و لم یفعل ذلک ابو بکر و لهذا نظائر کثیرة و کدام از حاضرین اهل سنت که
کبار وقت خود بودند از عهدهٔ جواب بر نیامدند و این معنی در کتاب عیون اخبار بتفصیل مذکور است من شاء فلیرجع
الیه خدشه دوم آنکه بعد مامون علما را چند شبهه دگر دارند از انجمله صدوق در کتاب مذکور بعد نقل کلام مامون
میفرماید که لم یذکر المامون رحمه انهم لم یرووا ان النبی ص قال اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر و انما
رووا ابو بکر و عمر و منهم من روی ابا بکر و عمر فلو کانت الروایة صحیحة لکان معنی قوله بالنصب
اقتدوا باللذین من بعدی کتاب الله و العترة یا ابا بکر و عمر و معنی قوله بالرفع اقتدوا ایها الناس

وَ اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ بِاللَّذَيْنِ بَعْدِي كِتَابُ اللهِ وَالْعِتْرَةُ انتهی پس برین هر دو تقدیر مدعای مخالفین ناتمام است
و از انجمله آنکه اگر این حدیث صحیح باشد و نص بر امامت شیخین بود پس حدیث اِهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَ تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ
ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ و حدیث نجوم باعتراف اهلسنت هم صحیحست باید که بر امامت عمار و عبد الله ابن مسعود خصوصا و دیگر
اصحاب که شامل حدیث نجوم اند عموما نیز نص باشد فَمَا وَجْهُ تَخْصِيْصِ الْاِقْتِدَاءِ بِالشَّيْخَيْنِ لِاَنَّهُمَا جَلِيْلَيْنِ تَعَارَضَا
فَتَسَاقَطَا و از انجمله آنکه اگر این حدیث صحیح بود چرا ابوبکر در سقیفه احتجاج باین نمود و بحدیث الائمة من قریش تمسک نمود
و چرا بعض کس مثل ابوسفیان و پسرش معاویه بمخالفت ابوبکر و عدم صحت خلافتش قایل شده عرضه بجناب امیر رسانید
لَعَلَّكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ بِاَذَلِّ بَيْتٍ فِيْ قُرَيْشٍ اَمَا وَاللهِ لَاَمْلَاَنَّهَا خَيْلًا وَ رِجَالًا اِنْ شِئْتَ چنانکه این روایت
صاحب استیعاب مالکی نیز آورده و از انجمله اینکه مجتهد علام در صوارم الاسلام رقم فرموده محصلش اینکه حدیث اقتدا محتمل است
زیرا که هیچ بیان نفرموده اند که در چه چیز اقتدا بشیخین باید کرد از یخا گمان میرود که شاید سبب این حدیث آن باشد که گاه
حضرت پیغامبر بعضی از طرق بیرون رفت و شیخین بر عقب شریف بوده باشند و بعضی از اصحاب از راه سوال کرده باشند که سلوک
آن مستلزم لحوق بآنحضرت بود آنحضرت فرموده باشند که اقتدا بشیخین باید گزید تا شما بمن خواهید رسید خدشه سوم
آنچه باین قاصر عارض شده که صحت این حدیث فرع ثبوت فضیلت و خلافت شیخین است و تا حال ثبوت این هر دو امر محال از
ثقلین بصحت نرسیده نه صراحةً نه اشارةً پس چگونه اقتدا بشیخین صحیح شود چون وقت تنگ است و نظر بر اختصار بر همین
قدر اکتفا رفت اگر در خانه کس است حرفی بس است وَالْعَاقِلُ يَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ وَالسَّلَامُ انتهی کلامه و لا ینتهی
ملامه ع بیت تمام خدشهای گمراه * کز وصمت اوست روی ابحاثش سیاه * در ذیل کنیم رفع این خدشه هیچ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ذیل اقول بحول الله و قوته که از قدیم الایام پیش نهاد این فرقه پر تفرقه است که باین
قسم سخن بنا نهاده و مایه حسن عقیدت از دست مجاهیل و عوام اهلسنت می برند نه بینی که در مقدمه فدک و قرطاس
و عقد کلثوم و صحت کمال قرآن مجید چها خدیعتها که نمی کنند آخر با چنین سراسر خدعیلات باطله و تاویلات عاطله
بیباشند را که فروغ نمی یابد و کفاکم شاهدا ایها الاحباب لصدق هذا المقال ما اقول فاسمعوا له
وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اولا عقل سلیم کی باور کند که آن قاتل فاجر شمر دین برای تقرب امام علیه السلام این قسم
انعقاد بزم و تهیه اهتمام بظهور آورده باشد و الا آخر کار آن امام عالیمقدار را چرا شربت شهادت چشانیده حسب
جهنمی شد بر تقدیر فرض محال گاه اطفال اهلسنت تا حال از التفات بایشان خرافات جاهلی وا نمیدارند اگر کبرای ایشان
بملاحظه عدم لیاقت مخاطب توجهی نکرده باشند که ابواب استجابت است و دلیل برین عاقبتی بر یع چگونی مامون

همین یکحرف بس است که جناب امام بعد استماع این کلام هیچ کلمه تحسین مرحبا و آفرین نفرمودند بلکه لفظ زهی و حبذا ادا نفرموده‌اند درینصورت علمائرا چه ضرور بود که خواهی نخواهی حد ادب گذاشته باب لم و لا نسلم باز نمایند شعر چو کار بی فضول من برآید * مرا در وی سخن گفتن نشاید * و معهذا چون مقام خطابی است و وقت امتحان یقین جازم است که شیعه مجادلین برین قدر جواب اجمالی قناعت نخواهند ورزید مناسب آنست که بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله بقدر وسعت وقت و فرصت داد جواب تفصیلی هر سه خدشات مزبوره بضمن هر سه لمعات مذکوره حواله قلم انصاف رقم شود تا مخاطبین حمل برعجز و بی مشکلی ننمایند و زبان بهرزه درآئی نگشایند و الله الموفق و المعین لمعه اولی

در دفع خدشه اول باید دانست که این احتمالات ماموره فرمودن هنوز مدعوم مقبول و متلقی بالقبول نیست بسه وجه یکی آنکه دعوی حصر احتمال در اثنین مسلم نیست چه بداهت عقل بابدا احتمالات آخر فوق الاثنین حاکم صریح است که اختیار همان ایجد شات امر دیگر مرجح تقریرش آنکه در حدیث اقتدا این هر دو مقتدایان یا متفق اند یا مختلف و علی کلا التقدیرین اتفاق و اختلاف اینها یا از کل جهت است یا از بعض جهت یا کل از یک جهت و بعض از جهت دیگر و هرگاه این ثلثه اخیره را در سه سابقه ضرب کنند ارتقای احتمالات حاصله تا بشش میرسد الاول ان یکونا متفقین من کل جهة والثانیة ان یکونا مختلفین کذلک والثالثة ان یکونا متفقین من بعض الجهة والرابعة ان یکونا مختلفین کذلک والخامسة ان یکونا متفقین من کل جهة و مختلفین من البعض والسادسة بالعکس پس از این شش حالات اختیار میکنیم هر دو احتمال اول را که توقف محذور بر آن تا استحاله ماموره پیرامون گردد بلکه اختیار کنیم یکی از احتمالات باقیه سوای رابع و در تحقیق هر یکی از آنها اراده هر واحد از آنها متمم تقریب است و لو کان بعضها موافقا بالمطلوب و بعضها اوفق به پس بر تقدیر احتمال ثالث و رابع ظاهر است که شیخین متفق اند مثلا در استحقاق اصل خلافت مطلقا و مختلف اند باعتبار مراتب شرف چراکه احد هما مرتبه صدیقیت دارد و آخر مرتبه شهادت و ظاهر است که مرتبه صدیق ارفع است از مرتبه شهید لهذا در کتاب مجید صدیقیت را تحت نبوت و فوق شهادت ترتیب داده ارشاد میفرمایند که و من یطع الله و الرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین و حسن اولئك رفیقا و اینها نظایر کثیر است که با دنی تامل منکشف تواند شد و بر تقدیر احتمال خامس امر بسیار روشن است چه میتوان گفت که شیخین من حیث اصل الایمان بالله و رسوله و دیگر امور اعتقادیه من کل الجهة متفق اند و من حیث الفرع یعنی امور اجتهادیه من بعض الجهة مختلف و یکی از این بعض جهت همان بعض جهت است که ماموران آنرا خود دلیل اختلاف گردانیده فافهم الکنون صدق جمیع این احتمالات مختاره حسب ارشاد علما و حکمت که اگر

دو ذات باعتبار دو جهت یا زیاده جمع آیند و بهر سند گنجایش دارد و حاصل مقدمات مرتبه فلسفیه یا مون از تیرتا یا

ستاصل و اگر تسلیم کنیم که اختلاف دو شخص فا فوق باعتبار جهات مختلفه منافی اتفاق ایشان باشد راه نجات بار

تنگتر خواهد گردید و سیاق تقریره فانتظر منقشا دوم آنکه دلیل اختلاف که بلفظ والدلیل علی اختلافهما آورده

بر اکه قولش که اِنَّ اَبَا بَکْرٍ سَبَی اَهْلَ الرِّدَّةِ وَرَدَّهُمْ عُمَرُ اَحْرَارًا در کتب معتبره بنظر نیامده بلکه اگر هست همین قدر است

که صدیق اکبر چون در باب مقاتله مرتدین که منکر فرضیت زکوة شده بودند با اصحاب رسول مشوره معقول نمود جناب

فاروق حدیث اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ را پیش فرمود پس صدیق بکلمه وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ

مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ سخن سنج شد تا آنکه فاروق بلفظ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَیْتُ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ

صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ زبان صدق بیان کشود پس در حقیقت این اختلاف اختلاف نیست چرا که

هرگاه اختلاف یک شخص بنفسه در قول خود نشد و وقت منافی اتفاق و وحدت او نمیشود فکیف اختلاف دو شخص

که بعض جهت مختلف باشند بکام منافی اتفاق و وحدت شان تواند شد و سلمنا که این اختلاف اختلاف است لیکن

انجام کار باتفاق گرایید و مخالف لفظ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ فرماید در ینصورت چه قسم اختلاف نصوص

تواند شد ؎ چشم بد اندیش که بر کنده باد ٭ عیب نماید هنرش در نظر ٭ و همچنین است حال استدلال ثانی چرا که مالک

بن نویره مردی نو اسلام در سابق باخذ صدقات نواح بطاح مامور بود و بسبب ضعفیکه در ایمان داشت باستماع خبر

وفات آن سرور کائنات رخصت لوازم شادی مثل حنابندی و دف نوازی بزنان عشائر خود داده بود

و صدقات ماخوذه از قوم بایشان رد نموده گفته بود شاد باشید که بار ازو مؤنت ابن مرد رها شدید خالد بن ولید

بعد از فراغ مهم طلیحه چون متوجه آن دیار شد ناگاه همان مالک گرفتار آمد و با خالد در مقام سوال و جواب در حق پیغمبر

این کلمه بر زبان راند که قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کَذَا و این اضافت بسوی اهل اسلام نه بخود شیوه کفار

آن زمان بود خالد بمجرد استماع این ادای ارتداد مالک را بقتل رسانید هرگاه خبر به مدینه سکینه در آمد فاروق اعظم

ابو قتاده دانست که این قتل بیجا واقع شده بحضور صدیق حاضر شده اشاره بعزل خالد فرمود صدیق این مرا

بر تحقیق داشته و قتیکه خالد از آنجا ورود مراجعت نمود تفتیش این ماجرا فرمود آخر حق بجانب خالد قرار گرفت فاروق

بر حسن تدبیر صدیق آفرینها گفته بخلعت امیر الامرائی اکثر مت واباشند است مجمل کیفیت این ماجرا حالا اهل انصاف

فرمایند که این اختلاف اختلاف است یا اتفاق بخلاف و عدم تحقق اختلاف در استدلال ثالث ظاهر است چرا که

نکردن چیزی دیگر است و منع نمودن از آن چیزی دیگر اختلاف وقتی متصور باشد که ابو بکر امر باستخلاف میکرد و عمر امر باستخلاف

نمیکرد تا آنکه ابو بکر استخلاف کرد و عمر استخلاف نکرد و الا لازم آید که سبط اکبر با جناب حیدر صفدر هم اختلاف کرده باشد چه بدیهیست
که جناب مرتضوی حسن مجتبی را با استخلاف گذاشته و جناب ایشان کسی را با استخلاف قبول نداشته باقیماند استدلال باختلاف
چهارم که آنرا مامون بابت متعتین یعنی متعة النساء و متعة الحج متوجه گردانیده پس آن هیچگونه در خصوص شیخین چه نمیتواند شد
چه شیخین درین باب خاص اینقدر اختلافیکه مذکور شد هم نداشتند اما در اول پس از آنکه از عهد پیغمبر صلعم آیه فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ و بحدیثیکه از جناب امیر مرویست که نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اُنَادِيَ
بِتَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ این متعه را حرام میدانستند بحدیکه صحاح شیعه مثل استبصار هم بر حرمت آن شاهد است حَيْثُ قَالَ فِيْهِ
عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ هرچند صاحب استبصار برای ابله فریبی
این روایت را بر تقیه حمل کرده لیکن معلوم نیست که مراد از آن تقیه رسول است یا تقیه راوی بهر صورت محذوریکه لازم
می آید بر احدی پوشیده نیست و اما دوم پس از آنکه متعة الحج که عبارتست از عمره کردن همراه حج در یک سفر در اشهر حج
بی آنکه بخانه خود رجوع کند پس نسبت تحریمش بر عمر افتراست آری عمر افراد حج و عمره را اولی میدانست از قران و تمتع
بدلیلیکه بجای خود مذکور است و اگر متعة الحج عبارتست از فسخ حج بسوی عمره و خروج از احرام حج بافعال عمره پس قسم
متعه تا حلل نزد شیعه هم مطلقا واجب نیست بلکه در مندوبات است و بس قَالَ فِيْ شَرْحِ اللُّمْعَةِ يَجُوْزُ لِمَنْ حَجَّ
كَذَا بَلْ مُفْرِدًا الْعُدُوْلُ اِلٰى عُمْرَةِ التَّمَتُّعِ اِخْتِيَارًا وَهٰذِهِ هِيَ الَّتِيْ اَنْكَرَهَا الثَّانِيْ انتهى و نزد اهل سنت
بعد از آنکه بنا بر مصلحت دفع زعم جاهلیت که کفار اشرار عمره را در اشهر حج از افجر فجور میدانستند مباح شده بود باز بحکم
وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ و بامر نبوی كَمَا اَخْرَجَ النَّوَوِيُّ حرام شد نه آنکه عمر حرام کرده آری عمر در زمان خود موکد
این حرمت بوده است كَمَا فِي النَّوَوِيِّ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اِنَّ الْمُتْعَةَ الَّتِي اخْتَلَفُوْا فِيْهَا اِنَّمَا هِيَ فَسْخُ الْحَجِّ اِلَى الْعُمْرَةِ
وَلِهٰذَا كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلَيْهَا وَلَا يَضْرِبُهُمْ عَلٰى مُجَرَّدِ التَّمَتُّعِ اَيِ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ انتهى پس معنی
قول حضرت عمر که مُتْعَتَانِ كَانَتَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَاَنَا اَنْهَاهُمَا وَاُحَرِّمُهُمَا عَلَى اخْتِلَافِ الرِّوَايَةِ
همین است که اَنَا اُوَكِّدُ وَاُبَيِّنُ حُرْمَتَهُمَا زیرا که از کلام عمر ثابت نمیشود مگر بودن متعه در زمانین و از آن لازم نمی آید
که موصوف بوصف حلیت بوده باشد تا بقاء حکم حل آن لازم آید چرا که نهی آن نیز در هر دو از ثقلین ثابت است لما سبق
پس غرض عمر از ین کلام خود مثل آنست که نهی من در دلهای شما موثرتر است زیرا که خلیفه وقتم و قشد من درین معلوم
شما است نباید که درین امور و کار تساهل کنید چه فساق عوام و اوباشان انام نهی قرآن و حدیث را چندان بخاطر
نمی آرند الا حکم سلطانی باید و لهذا گفته اند اِنَّ السُّلْطَانَ يَزَعُ اَكْثَرَ مِمَّا يَزَعُ الْقُرْاٰنُ پس اضافت نهی بسوی

خود برای این نکته ایست و عجب نیست که این اضافت بجهت آن باشد که جناب نبوی بمعاینه شناعتهائیکه در متعه ایست
چون اضاعت نسب و وقوع مباشرت احیاناً با مادر و خواهر و دختر و اصول و فروع اینها چنانکه صورتش در تحفه
وغیره مفصل مذکور ست و درینجا بجهت غرابت مقام متروک و مهجور مثل تحریم خمر مشوره حضرت عمر حرام کرده باشد
و لهذا در مقام فخر این کلام بیساخته بر زبان فیض ترجمانش گذشت هذا و البسط فی المبسوطات پس ازین تقریر
واضح شد که این هر دو متعه چنانکه در عهد پیغمبر حرام بوده در عهد ابو بکر نیز حرام بوده اما بسبب شیوع در عهد عمر
بیان حرمتش بنهایت تشدد و تاکید یافت پس قول مامون که حَرَّمَ عُمَرُ الْمُتْعَتَيْنِ وَلَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ کجا و ما هم
وَاللهِ مَا هٰذَا إِلَّا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ سیوم آنکه سلمنا که این روایت دلیل مامون محفوظ و مامون از مناقشه ایست لیکن
این قسم استدلالات که باستیصال مذهب مامون و سایر شیعه از ثقلین میکنند چرا ازان اغماض نموده اما القرآن فقوله تعالی
أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ الآیه در عیون اخبار رضا بارشاد رضا آورده که مراد از
اولی الامر اهل البیت اند پس برین تفسیر بنا بر مقررات قوم با وجود فائض الجود جناب امیر سوای ایشان دیگری فرد کامل
این اطاعت متعین نمیتواند شد برین تقدیر درینجا هم همان شقوق مامون بر مامون حرفاً بحرف منقلب ایست چه مامون
گفت که إِنَّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ الْمَكُوْمَيْنِ لَا يَخْلُو مِنْ أَنْ يَكُونَا مُتَّفِقَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ أَوْ مُخْتَلِفَيْنِ
كَذٰلِكَ فَإِنْ كَانَا مُتَّفِقَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ كَانَا وَاحِدًا فِي الصُّورَةِ وَالْجِسْمِ وَالْعَدَدِ وَهٰذَا مَعْدُومٌ أَنْ يَكُونَ
اِثْنَانِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ وَإِنْ كَانَا مُخْتَلِفَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ فَكَيْفَ يَجُوزُ طَاعَتُهُمَا وَهٰذَا تَكْلِيفُ
مَا لَا يُطَاقُ لِأَنَّكَ إِذَا أَطَعْتَ الْوَاحِدَ خَالَفْتَ الْآخَرَ وَالدَّلِيلُ عَلَى اخْتِلَافِهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ
لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ النَّارِ وَهٰذَا مَرْوِيٌّ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عم وَعَلِيٌّ خَالَفَ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى أَحْرَقَ لُوطِيًّا
قَالَهُ شَرِيفُ الْمُرْتَضٰى فِي تَنْزِيهِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَقَامَ عَلِيٌّ حَدَّ السَّرِقَةِ عَلَى الصَّبِيِّ الْغَيْرِ الْمُكَلَّفِ وَرَسُولُ اللهِ
لَمْ يُقِمْ عَلَيْهِ حَدًّا لِمَا رَوَتِ الشِّيعَةُ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ
الْحَدِيثَ وَخَالَفَ رَسُولَ اللهِ فِي قَطْعِ يَدِ السَّارِقِ مَعَ أَنَّ السَّارِقَ كَانَ مُقِرًّا بِسَرِقَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ
بَابَوَيْهِ فِي الْفَقِيهِ وَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةَ دَرَاهِمَ إِلَى عَلِيٍّ لِيَشْتَرِيَ بِهَا طَعَامًا
لِأَهْلِ الْبَيْتِ فَلَمْ يَشْتَرِ وَأَعْطَاهَا السَّائِلَ ذَكَرَهُ ابْنُ بَابَوَيْهِ فِي الْأَمَالِي وَلِهٰذَا نَظَائِرُ كَثِيرَةٌ و اگر ازین هم
در گذریم و بآیه مباهله که مراد از انفس در آنجا حسب قرار داد صاحب عیون وغیره ذات جناب مرتضویست
متوجه شویم باز هم همان آش در کاسه اما احادیث اقتدا که متنازع فیه ایست صاحب از هار شیعی بجای ابو بکر

و عمر ابی ذر و ابن مسعود تفضیح کرده درینصورت نیز استبعادات ناموافق و استنکیر ناموجه است چه بعنوان گفت که ابو ذر
و ابن مسعود اگر از جمله حیثیات متحد باشند لازم آید که اطلاق یکی بر دیگری درست شود و اگر بهم دگر مختلف باشند
البته اقتدای یکی مانع اقتدا بدیگری باشد زیرا که اقتدا بیکی مانع اقتدا بدیگری خواهد بود و دلیل بر اختلاف ایشان
باتفاق فریقین نیست که ابو ذر چون سایر صحابه معتقد آن بود که معوذتین از قرآنست و ابن مسعود اعتقاد آن میداشت
که معوذتین هرگز از قرآن نیست بلکه معمول او بود که این هر دو سوره را از قرآن محو مینمود کما نص استاذ الکلینی
فی تفسیر اهل البیت عن ابی بکر الحضرمی قال قلت لابی جعفر ان ابن مسعود کان یمحو المعوذتین
من المصحف قال کان ابی یقول انما فعل ذلک ابن مسعود برایه وهما من القران انتهی و نیز مذهب
ابن مسعود در باب زکوٰة مثل سایر صحابه بوده و ابو ذر درین باب با او مخالفت میداشت ذکره القمی فی تفسیره
و اگر ازین هم چشم پوشیم بحدیث ثقلین رو آریم انقلابی عظیم پیرامون ما میگیرد بحدیکه راه نجات بر و تنگتر بیشتر از
بیشتر میشود چه تخالف و تهافت که فیما بین ائمه رو داده چنانکه شمهٔ از ذکرش درینجا له عمط تحریر خواهد یافت
امری نیست که هیچ تدبیر اخفا توانکرد و لاجرم ایراد اینقسم استبعاد در حقیقت تیشه بر پای خود زدنست الحق درین
قسم مردم از سابق گفته رفته اند ؎ یکی بر سر شاخ بن می برید ؛ خداوند بستان نظر کرد و دید ؛ بگفتا که این مرد
بد میکند ؛ نه با من که با نفس خود میکند ؛ بالجمله ازین اجوبهٔ تفصیلیه کلیه مادهٔ شبهه ما مون منحسم گردید فالحمد لله
الحمید المجید و الآن بعد ذلک فالدفع الدفع و الایراد الایراد و الله یهدینی الی سبیل الرشاد
لمعه دویم در دفع خدشه دوم اما ازاحهٔ شبهه اول آنکه تسلیم نمیکنیم که اسامی شیخین درین حدیث بنصب و رفع روی
چه اکثر کتب حدیث مثل ترمذی و مشکوٰة و غیرهما و شروح اینها بر همین اتفاق دارند که ابی بکر و عمر مجرور است بنا بر
بدل از الذین نه منصوبند و مرفوع تا حاجت بتقدیر یا حذف عامل ناصب یا رافع افتد دوم آنکه بر تقدیر تسلیم چرا
منصوب بنا بر مفعول فعل اعنی مقدر و مرفوع باعتبار خبر هما مبتدا المحذوف نباشد چرا که درین تقدیر کلام
بی تکلف و خالی از محذور است بخلاف آنکه منصوب بتقدیر حرف ندا و مرفوع بنا بر ایها الناس قرار دهند زیرا که
درینصورت ورای تکلیف ممنوع صحت آن موقوف بر تسلیم اینست که الذین کنایه از ثقلین باشد و هو ممنوع بعد چه
درینصورت امر ازین دو حال خالی نخواهد بود که اینحدیث اقتدا قبل از حدیث ثقلین ارشاد شده است یا بعد آن بر
تقدیر اول ظاهر است که الذین را کنایه از ثقلین گردانیدن بدان ماند که گفته اند المعنی فی بطن الشاعر حاشا
شان رسول الله عن هذه التعمیات الجاهلیات و الکلمات الغیر الصریح الدلالات خصوصا

فی امثال هذه المقامات الخاصة والخطابات العامة ولهذا در حدیث صحیح وارد شده ما تکلم رسول الله بکلمة الا اعادها ثلثا واز اینجاست که چون حسن مثنی ابن حسن مجتبی رضی الله عنهما پرسیدند که حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه آیا نص است بر خلافت علی فرمود که پیغمبر خدا افصح الناس واوضح الکلام بود اگر بدان خلافت را اراده مینمود باین عبارت میفرمود یا ایها الناس ان علیا والی امری والقایم علیکم فاسمعوا له واطیعوا که درین تصریح کلام بود بخلاف من کنت مولاه که مشحون از ابهام است انتهی و بر تقدیر ثانی یا ناسخ حدیث ثقلین خواهد بود یا اول باطل است زیراکه منافی مدعای فریقین است دوم یا بیان وتعیین بعض افراد ثقلین است یا نه دوم نیز باطل است والا لزم التعارض او النسخ المذکور فثبت الاول وهو الحق یعنی حدیث اقتدا بر تقدیریکه بعد حدیث ثقلین ارشاد شده باشد هر آئنه برای بیان وتعیین بعض افراد آن خواهد بود گویا ارشاد شده که ای معشر اقتدا کنید بشیخین بعد از من بعدیة متصلة که ایشان کاملترین افراد ثقلین اند چه غرض از اقتدا وتمسک بثقلین نیست که حکم آنها را بجان ودل تلقی بقبول نمایند وچون مقتدا بودن شیخین از ثقلین ثابت است کما سیجی پس هر که اقتدا بشیخین نمود گویا اقتدا وتمسک بثقلین فرمود ولهذا ثابت نیست که احدی از مامورین از اقتدا بشیخین استنکاف داشته باشد وحسبک شاهدا اقتداء علی بهما ولو کان بالتقیة علی زعم الرفضة بهر صورت این همه سعی موفور شیعه بیکار شد وبقی قصرا وهکذا مصرا در حق ایشان راست آمد دشمن مذهب خود شوای کوردرون بین چسان می فتد این همه از صدق برون و بر تقدیر تسلیم این کنایه درینجا محذور دیگر لازم است که در صورت نصب خطاب بصیغه جمع ومخاطب تثنیه میباشد واین خلاف مقررات اهل بلاغت است فکیف کلام کسیکه بعد کلام خدا در اقصی مراتب بلاغت باشد ودر صورت رفع هم ازین قباحت تفصی نیست زیراکه درین وقت اسماء شریف ابوبکر وعمر بزعم قوم معطوف بر ایها الناس خواهد بود پس تخاطب معطوف علیه بصیغه جمع تخاطب معطوف که دو اند بصیغه مذکور گنجایش صواب ندارد ونتوان گفت که نداء شیخین درین هر دو صورت بطریق تخصیص واقع شده تا حجت بر آنها تمام شود زیراکه تخصیص عدم تخصیص فرع صحت وعدم صحت کلام است هرگاه درین هر دو امر کلام باشد التزام تخصیص جای خود دنباشد ... که ندا بطریق تخصیص واقع شده لیکن چون معنی از ما در خواه اللفظ تجاوز کرده یعنی انجا صیغه جمع بسوی ... جواز ... صورت ... بید اکرده وظاهر است که تخصیص شی بمجاز ادون است از تخصیص آن بحقیقت و چون بر تقدیر ... معنی وبهما این تخصیص نوعی حاصل است زیراکه معنی موما وضع له اللفظ استعمال یافته هذه ول از ین تخصیص وتخصیص آن بر تقدیر یا وایها الناس تحکم باشد فافهم فانه دقیق اما ازاحه شبهه دوم آنکه نزد اهل سنت مفهوم نه رسیده حدیث ...

بلکه اگر هست چه در حدیث اقتدا امر هست باقتدا شیخین در بعدیت آنحضرت که در حقیقت اشارت بخلافت ایشان است
بدلیل حدیث دیگر که از حذیفه در جامع ترمذی مروی شده قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا اَدْرِیْ بَقَائِیْ فِیْکُمْ
فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ و بهذا شیخ عبدالحق در ترجمه مشکوة تفسیرش باین عبارت میفرماید
که گفت رسول خدا صلعم حالا نیست خود در شما چندان لبث ایشان پس لازم است مر شما را که متابعت و پیروی کنید
بعد من بآن دو کس که پس از من خلیفه خواهند شد و آن دو کس کدام اند ابو بکر و عمر و در حدیث اِهْتَدُوْا بِهَدْیِ
عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ امر هست بسلوک راه عمار بن یاسر و چنگ زدن بپیمان و اندرز عبدالله بن
مسعود لیکن نه مقید بقید بعدیت تا دلیل بر خلافت ایشان تواند شد چرا که در صورت ثبوت خلافت ایشان
امر ازین خالی نیست که ایشان یا رو بروی پیغامبر خلیفه باشند و این باطل است باجماع یا بعد آنجناب و این سبب
ترک اقتدا ببعدی بمفهوم نمیتواند شد پس معلوم شد که مفهوم هر سه مغایر است و هو المدعا و الحمد لله که اهل سنت را
بر مفهوم هر سه حدیث عمل کامل نصیب است اما بر حدیث اقتدا پس بلا واسطه و بالذات عمل میدارند و اما بر حدیث
ثانی و ثالث پس بواسطه و بالتبع زیرا که راه عمار و اندرز ابن مسعود همین بود که اقتدا شیخین بالراس و العین
بلا اکراه و اجبار میکردند لهذا در کتب اهل حق ثابت است که آنچه وصیت کرد ابن مسعود بخلافت ابو بکر بود و چه مروی است
که وی وقت انعقاد بیعت صدیق اکبر علی رؤس الاشهاد بیان فرمود که تاخیر نکنیم ما کسی را که تقدیم کرد او را پیغمبر خدا
و همین قسم از جناب امیر نیز بثبوت رسیده وَالْمَقَامُ لَیْسَ مَقَامَ ذِکْرِهٖ پس شیعه انصاف را از دست نداده و از
روی ایمان حساب نمایند که در اینجا بنا بر مذهب اهل سنت بچه طور تعارض متعارض میشود که کلام ما را تعارضاً قطعاً
رد و باقی ماند حدیث نجوم پس ظاهر است که مدلولش جهت عموم و اختیار دیگر است و مآل حدیث اقتدا بسبب خصوص
و اضطرار دیگر در این هنگام چگونه یکی مر دیگری را معارض تواند شد و سلمنا که معارض است لیکن در صورت خصوص حدیث
اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ و ابن مسعود موافق تصحیح صاحب ازهار شیعی کیا مر بحدیث ثقلین معارضت هست
و در صورت عموم این حدیث نجوم نزد شیعه بتصحیح امام رضا نیز در عیون اخبار موجود است که سُئِلَ الرِّضَا عَنْ قَوْلِ
النَّبِیِّ صلعم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ هٰذَا صَحِیْحٌ یُرِیْدُ مَنْ لَمْ یُغَیِّرْ بَعْدَهٗ
وَلَمْ یُبَدِّلْ انتهی پس مراد ازین اصحاب یا جمله اصحاب اند عموماً در این صورت این حدیث مذکور هم معارض نخواهد شد
بحدیث ثقلین چنانچه حدیث از بار که ذکر یافته و اگر مراد ازین اصحاب صرف آن اصحاب اند که تغییر و تبدیل از ایشان
صادر نیافته پس اگر آن اهل بیت اند فقط لازم می آید صدور تغییر و تخلف از اهل بیت چه تخالف قطعی با جناب مرتضی

درباب کثیر جسیه باعتراف الشیخ فی علله و تخالف فاطمی و مرتضوی در بارهٔ جهاد و عدم جهاد با خلفاء راشدین
و صدور کلمات مستهجنه از جناب بهترالنسبت بجناب مرتضی که مانند جنین رحم پرده نشین شده و مثل خائنان در خانه گریخت
الی آخر ما فی حق الیقین و آنچه میان ریحانهٔ رسول الثقلین در مقدمهٔ صلح معاویه و جهاد و اختلاف ایشان در غسل پا و مسح آن
و طهارت مذی و وضو مع خمر و نجاست آن الی غیر ذلک که بزعم امامیه حضرت امام صادق در ایجاد تقسیم اختلافات
اختیار تمام داشت کما فی العلل للمجلسی عن ابی سعید عن محمد بن الولید والسندی عن محمد بن بشیر و جبرئیل
عن ابی عبد الله علیه السلام قال قلت له انه لیس شیئ اشد علیّ من اختلاف اصحابنا قال ذلک من قبلی
انتهی امری نیست که مخفی تواند ماند و اگر غیر اهل البیت اند پس آن غیر یا آن دوازده هزار نفر اند که شیخ صدوق ایشان در کتاب
خصال بزبانی امام صادق آورده که کان اصحاب رسول الله اثنا عشر الفا ثمانیة آلاف من المدینة
والفین من مکة والفین من الطلقاء لم یر فیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی
ولا صاحب رای وکانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر
انتهی درینوقت بقول مامون لازم می آید که جناب پیغمبر اقتدای امت خود را بجم غفیر تجویز فرموده باشد از دوازده
دوازده هزار فرق بسیار است یا همان صد کس که قاضی در مجالس تراجم اصحاب بحیز رقم آورده باز هم قطع نظر از
محذوری که مامون و تابعین او ترتیب داده اند و بال شیعه نمیگذارد و تخالف و تناقض و تبدل و تغیر ایشان اصولاً
و فروعاً بمرتبه میرسد که اخفای آن ممکن باشد مثلاً در بحار و منهج المقال امامیه مذکور است که در حدیث معهود وارد شده
که اگر ابوذر واقف شود بر آنچه در دل سلمان است البته او را قتل کند یا دعای مغفرت برای قاتل وی نماید پس حال
این هر دو برادر در اصول عقاید اکنون حال تخالف ایشان در فروع باید شنید صاحب عیون در عیون بزبانی امام رضا
آورده که دعا سلمان اباذر الی منزله فقدم الیه رغیفین فاخذ ابوذر الرغیفین فقلبهما
فقال سلمان یا اباذر لای شیئ تقلب هذین الرغیفین قال خفت ان لا یکونا نضیجین
فغضب من ذلک سلمان غضبا شدیدا ثم قال ما اجرءک حیث تقلب هذین الرغیفین
فوالله لقد عمل فی هذا الخبز الماء الذی تحت العرش وعملت فیه الملائکة حتی القوه الی
الریح وعملت فیه الریح حتی القته الی السحاب وعمل فیه السحاب حتی امطره الی الارض وعمل
فیه الرعد والملائکة حتی وضعوه مواضعه وعملت فیه الارض والخشب والحدید والبهائم
والنار والحطب والملح ما لا احصیه اکثر فکیف لک ان تقوم بهذا الشکر فقال ابوذر الی الله اتوب

وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا اَحْدَثْتُ وَاِلَيْكَ اَعْتَذِرُ مِمَّا كَرِهْتَ انتهى پس هرگاه حال این دو بزرگوار که ممتاز ترین اصحاب
جناب مرتضوی اند چنین باشد فما ظنک بغیرهما درین هنگام لازم می آید که جناب نبوی اقتدای امت مرحومه خود که بکی
قاتل و دیگری ناشکر گزار خلق و خالق باشد امر فرماید هٰذَا مَا وَعَدْنَا لَكَ اِيْرَادَهٗ سَابِقًا وَاِنْ شِئْتَ الزِّيَادَةَ
عَلٰى هٰذَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَارْجِعْ اِلٰى مُنْتَهَى الْكَلَامِ لِلْفَاضِلِ الْفَيْضِ آبَادِيْ صَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ شَرِّ
الْاَعَادِيْ بالجمله برای دفع این تعارض و تخالف تغیر و تبدل ضرورست که شیعه چیزی خواهند گفت خصوصا ما هم
چنین جواب از طرف اهلسنت تصور فرمایند اما ازاحهٔ شبهه سیوم آنکه بیچاره شیخین بر قرار داد اهلسنت نه معصوم بودند
و نه منزه از سهو و نسیان پس اگر صدیق در سقیفه یا وقت وفات اینحدیث را ذکر نکند قباحتی در اقتدا بوی لازم نمی آید
آری قباحت این است که حضرت امیر با وصف احراز مرتبهٔ عصمت و تنزه از سهو و نسیان و از سایر شوائب و صمت نقصان
وقت انعقاد بیعت صدیق خلیفهٔ رسول علی التحقیق حدیث غدیر که پیش هزاران کس ورود یافته و شیعه اول دلیل
بر خلافت بلا فصل آنرا شناخته بیاد نیاورد تا گزیر هرگاه یاد نفرمودن جناب امیر حدیث غدیر نزد ذیشان منافی
صحت حدیث نمیتواند شد عدم یادآوری صدیق حدیث اقتدا را چرا منافی صحت آن تواند شد فَالْاِشْكَالُ الْاِشْكَالُ
وَالْحَلُّ الْحَلُّ باقیماند اینکه ابوسفیان و پسرش معاویه بمخالفت ابو بکر و عدم صحت خلافت وی قائل شده و ضمیمه
رسانیده که عَلَيْكُمْ يَا دُوْرَانِ بَيْتِ قُرَيْشٍ اِلٰى آخره پس اول نزد اهلسنت ثابت نیست که معاویه پسر ابو سفیان بمخالفت
و عدم صحت خلافت ابو بکر قائل باشد لیکن اگر نزد شیعه ثابت است آینده بکار خواهد آمد آری حسد ابو سفیان و شمن دین
و ایمان البته از استیعاب ابن عبد البر مالکی معلوم میشود چنانکه عبارت کتاب مذکور معاند نقل کرده اما بجواب ابو سفیان
که زبانی جناب امیر صاحب استیعاب سطور مذکور ساخته خَوْفًا لِتَضْيِيْعِ مَذْهَبِهٖ حَذْرًا لِتَكْثِيْرِ سَوَادِ الْمُنَاقَشَةِ
اصلا متعرض نشده و آن جواب بعد لفظ و ان شئت متصلا بدین عبارت واقع است که فَقَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ مَا زِلْتَ
عَدُوًّا لِلْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ فَمَا ضَرَّ ذٰلِكَ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ شَيْئًا اِنَّا رَاَيْنَا اَبَا بَكْرٍ لَهَا اَهْلًا انتهی بلفظه
هرگاه مردیکه مفسد دین و از همیشه دشمن اسلام و مسلمین بگواهی چنین مقبول الشهادت ثابت شود مخالفت او
و راه عدم صحت خلافت صدیق پیمودن کدام ضرر باهلسنت میرساند اگر اینقسم مخالفت بعض مفسدین
در چنین تقریب مخل صحت خلافت باشد تفصی ازین تنگنای بر شیعه بسیار دشوار خواهد افتاد و مجال مناقشه
بر خوارج و نواصب با ثبت نزاع مارقین و قاسطین و غیرهما راه فراخ خواهد کشاد و عجیب است ازین عاقل که ارشاد
جناب امیر را که بلفظ اِنَّا رَاَيْنَا اَبَا بَكْرٍ لَهَا اَهْلًا واقع شده غور نمیکند که حجت موالف و مخالف تواند شد و بهره

در آنی بعضی بدخواهان نظر اعتبار دارد و ازین جا حال اتباع و تمسک شیعه بجناب مرتضوی معلوم توان کرد ع
می تراود چه کند انچه در آوند دلست * باقیماند شبهه چهارم مجتهد نیست پدر مجتهد حی که ضحکه صبیان و بدتر گوز شتر است
از احتش آنکه این اجمال و احتمال که در حدیث اقتدا واقع است اگر منافی اقتدا بشیخین باشد اجمال و احتمالیکه در بسیاری
از احادیث مقبوله قوم مستوجب اللوم لاسیما در باره اهلبیت واقع است چگونه مجوز اقتدا بایشان خواهد شد چه
باعتراف شیعه هیچ نص صریح تر در باب تمسک برای حصول نجات زیاده از حدیث ثقلین نیست و در اینجا هم بیان
نفرموده اند که در چه چیز تمسک بایشان باید کرد و در لفظ بعدی نیز دلالتی نیست که آیا بر کدام طور بعد وفات یا
در حالات دیگر تمسک بایشان باید نمود و آیا در محبت و اخلاص با ایشان یا در اتباع و پیروی بر این تقدیر هم محتمل است
که در اصول می باید مثلا توحید باری و امامت ائمه و غیره یا در فروع چون بازی بخصیتین در حین نماز و بوسه دادن
بر فرج و دخول در دبر و امثال آن من بعد سخن در نیست که جمیع اهلبیت مراد اند یا بعض بر تقدیر اول حصر در اثنا عشر
باطل است و محذور مامون نا مامون و بر تقدیر ثانی ورای محذور مذکور ترجیح بلا مرجح بل ترجیح مرجوح لازم است و قطع نظر
ازین احادیثیکه بلفظ طریق و سلوک و لحوق و کشتی و دریا و بیابان و صحرا مردیست دلالت آن بعد ازین احتمالات
که امامیه در حدیث اقتدا از طرف خود پیدا کرده اند خود مضمحل چه محتمل که کسی پرسیده باشد که در فلان شهر چگونه برسیم
حالانکه در اثنای راه صحراهای بیشمار و دریاهای ناپیدا کنار واقع اند حضرت فرموده باشند که همراه علی ابن ابیطالب
که نشیب و فراز این بیدا نها نورد دیده و عمق و پایاب این دریاها دیده باید رفت الی غیر ذلک من الاحتمالات
فافهموا و لا تکونوا من الغافلین * نازم که از رقیبان دامن کشان گذشتم * گو مشت خاک ما هم برباد رفته باشد المعه سیوم
در دفع خدشه سیوم مخفی نماند که بزعم معاند اگر صحت حدیث اقتدا موقوف بر ثبوت فضیلت و خلافت شیخین است پس اینک
ثبوت این هر دو امر از ثقلین ملاحظه باید فرمود اما اول یعنی اثبات امر فضیلت شیخین از ثقلین پس من القرآن قوله تعالی
و لا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله
ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم در تفاسیر معتبره فریقین مذکور است
که چون برای ازاله افک آیه تطهیر نزول یافت عصمت جناب صدیقه با شهادت خدا بثبوت پیوست مسطح نام مردی از اقربای
صدیق که شریک اهل افک شده بود با سایر همرهان محدود بحد افترا گردید جناب صدیق بملاحظه قرابت و صله رحم که چیزی
از قسم نفقه باو میداد بسبب این کاوش یکقلم موقوف نمود و ایمان غلاظ و شداد یاد فرمود که بار دیگر تا زیست
باوی این قسم مراعات و سلوک بعمل نیاورد که نخواهد بود برای تلافی آن این کریمه فرود آمد که ولا یأتل اولوا الفضل منکم الایه

[illegible]

یعنی باید که سوگند نخورند خداوندان فضل در دین و خداوندان دستگاه و فراخی مال در دنیا و مراد ابو بکرست بار تجلع
بر آنکه ندهید نفقه خویشان و نداراو درویشان را و خانمان ترک کنند گان در راه خدا و بالاتفاق مراد مسطح است
که این همه صفت در وی یافته میشد و باید که عفو کنند و درگذرند آیا دوست نمیدارید که بیامرزد خدا
شما را و خدا آمرزنده و مهربانست پس شما نیز متخلق باخلاق او شوید ابو بکر صدیق بمجرد استماع این مضمون قرآنی
مشحون حنث کرده و کفارهٔ قسم ادا ساخت ازینجا علما و حقانی متفق اند که این کریمه حجت است بر فضل مطلق
جناب صدیق و درین معنی حکیم سنائی میفرماید ؎ بود چندان کرامت و فضلش ٭ که اولو الفضل خواند ذوالفضلش
صورت و سیرتش همه جان بود ٭ زان ز چشم عوام پنهان بود ٭ روز و شب ماه و سال در همه کار ٭ ثانی اثنین
اذهما فی الغار ٭ و آنچه بعضی از کجروان شیعه بنابر حفظ بیضهٔ مذهب خود گویند که مراد از فضل درینجا غناست
و ازین فضل فضل دینی لازم نمی آید تا افضلیت صدیق ازینجا برآید کما یفهم من مجمع البیان اولو الفضل
منکم ای اولوا الغنا منکم والسعة فی المال انتهی پس کرامت امام رازیست که این ارادهٔ ایشانرا
از پیشتر بکلک ابطال حک ساخته رفته است و نقل تقریرش که صاحب نیشاپوری نماید بلخصش حسب ضرورت
حوالهٔ قلم میشود میفرماید که اگر مراد از فضل غناست و وسعت هم غناست درین صورت تکرار لازم می آید
والتکرار بلا فائدة مما تشنع علیه علماء البلاغة فکیف من هو ابلغ البلغاء وکلامه فی
اعلی درجات البلاغة لاجرم مراد از فضل فضل در دین باشد زیرا که مطلق است و لفظ جمع در آیه
برای آنست که این ظلم اثاثه که از مسطح بوقوع آمده در غایة عظم بود و حق تعالی صدیق را بصفح و عفو این ظلم
امر فرمود هر چند این اعفا و صفح بر نفس شاق گذشت فاما چون حضرت ایشان خلاف نفس بر امتثال امر مامور
راضی شد پس بمقابل این کار فخیم اجر عظیم می بایستی داد لهذا لفظ جمع مشعر تعظیم ارشاد شد که اولو الفضل
منکم و بی شائبهٔ ریب ازین عفو کریم حضرت صدیق سزاوار مغفرت و رحمت کردگار شده بقوله تعالی والله
غفور رحیم پس بیشک ابو بکر افضل باشد و نهی بلفظ لا یأتل نهی تحریم نیست بلکه نهی ترحم است که از طرف
غیر اولی بجانب اولی بیک شده و هو العفو و مع هذا صلهٔ رحم هم از دواعی فضل است لهذا در حدیث صحیح ارشاد شد
لا یکون الحبیب کالفصل حتی یصل من قطعه و یعفو عمن ظلمه و یعطی من حرمه و قریب
این مضمون حدیثی طویل در عیون نیز مذکورست لا نذکره خوفا للاطناب من شاء فلیرجع الی هذا
الکتاب ٭ هرگاه افضلیت فاروق مبنی و موقوف بر صحت افضلیت صدیق بود و چون صدیق افضل شد ٭

فاروق نیز افضل باشد زیراکه ساخته و پرداخته افضل بود و ساخته و پرداخته افضل افضل میباشد پس فاروق
افضل باشد و هو المطلوب و من العترة ما قال علی علیه السلام من فضلنی علی ابی بکر و عمر جلدته حد المفتری
و وجه این ارشاد در کتب و رسائل امامیه اعنی افادات ابن معلم و مومن الطاق و مفضل و فضل بن فضل و ایزدی
چنین مذکور است که چون بگوش حق نیوش جناب امیر رسید که بعضی از اوباشان محدث مارا از شیخین افضل
میدانند بکمال غیظ و غضب بر سر منبر بر آمده ارشاد فرمود که من فضلنی الخ پس هرگاه قول صدق عنوان جناب
مرتضوی که در کتب معتبره قوم تصحیح یافته لاسیما هنگام خروج مارقین و قاسطین که باعتراف ایشان تقیه را نوبت
از محرمات شرعیه بود چنین شهادت دهد چگونه شیخین را مفضول توان گفت باید دانست که اکابر شیعه درین بحث
قیل و قال فراوان نموده اند یکی بطور جرح چنانکه صدوق ایشان در کتاب عیون فرمود که چون علماء اهل السنت
بر تفضیل شیخین حدیث مذکور را حجت آوردند مامون بدین عبارت بجرح و عدم تسلیم آن پرداخت که کیف
یجوز ان یقول علی علیه السلام اجلد الحد علی من لا یجب الحد علیه فیکون متعدیا لحدود الله عاملا
بخلاف امره و لیس تفضیل من فضله علیهما فریة لانکم قد رویتم عن امامکم انه قال ولیتکم و لست
بخیرکم فای الرجلین اصدق عندکم ابو بکر علی نفسه او علی علیه السلام علی ابی بکر مع تناقض الحدیث
فی نفسه لا بد له من ان یکون ابو بکر صادقا فیه او کاذبا فان کان صادقا فانی عرف ذلک
ابالوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر متثبت لا قوادة و ان کان کاذبا فمن المحال ان یلی امر المسلمین
من یقوم باحکامهم و یقیم حدودهم کذاب انتهی بلفظه پس تعدیلش اینکه از مامون بهما تقدمات
جروح ارسه تا پا مخدوش و مجروح است اما اول پس از انکه افترا در لغت دروغ بستن است بر کسی چون مفتریان
دروغ بافتند یعنی افضل را که فضیلتش اصلا و تبعا منصوص قرآن است کما مر آنفا مفضول پنداشتند و مفضول را
بسبب عدم انعقاد خلافتش در بعدیت متصله پیغامبر افضلیتش منصوص بود کما لا یخفی افضل انگاشتند تعریف
افترا بر ایشان صادق آمد پس چرا ایشان مفتری نباشند و بملاحظه همین معنی افترا اگر جناب امیر تهدید را بحد و بجد
افترا کند چرا متعدی حدود خدا و عامل خلاف امر او باشد اما دوم پس بر تقدیر تسلیم آنکه ولیتکم و لست بخیرکم
از ارشاد جناب صدیق است باز هم تقریب مامون ناتمام است زیرا که مقصود او آنست که علی افضل باشد از ابو بکر و این امر
از نیجا لازم نیست بلکه اگر لازم است افضلیت غیر علی لازم است زیرا که مخاطب بکم جائز است که جماعه باشند که علی
در ان نبود و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال الا آنکه اگر ولیتکم و لست بخیرکم من علی میگفت البته قطع

فضلیت لازم بود واز لیس فلیس و سلمنا که در عموم لفظ کم جناب امیر نیز بالخصوص داخل است لیکن درینصورت میتوان گفت که این کلام از صدیق هضماً لنفسه واقع شده چنانکه حضرت پیغمبر هم یونس بن متی را افضل از خود فرموده اند فلا محذور بخلاف کلام جناب امیر که بیان واقعی ست بدلیل نص قرآنی که مذکور شد و بجهت آنکه بین الکلامین فرق بسیار ست زیرا که قول صدیق موکد بتهدید و تعزیر نیست و قول جناب امیر موکد بآنست فافترقا و ازین تقریر ظاهر شد که ابوبکر هم صادق ست علی هم صادق فلا یلزم ما الزمه المامون بقوله فای الرجلین اصدق ابوبکر علی نفسه او علی علی اثباته و قول بالتناقض باینهم اگر تسلیم کنیم متناقض کلیة زایل میشود فافهم اما سوم پس شق اول تردید اولی و همچنین تردید ثانی هرگز مسلم ما نیست للزوم ما الزم علیهما المامون هان شق ثانی تردید اول البته مسلم است لیکن صدقش باعتبار همان امر است که حالا گذشت یعنی اعتراف این کلام صدق باعتبار هضم نفس صدور یافته لا غیر و اگر مجادلی راه پرخاش جوید چیزی این و آن گوید افحامش بدلیل الزام توان کرد باینطور که شیعی او بار خوان که صحیفه کامله را دیده باشد و دعا حضرت سجاد بگوش هوش شنیده بود در و مخفی نیست که آنجناب در حق خود میفرمایند قد ملك الشيطان عنانی فی سوء الظن و ضعف اليقين وانی اشكو سوء مجاورته لی و طاعة نفسی له انتهی پس می پرسم که جناب سجاد درین کلام کرامت نظام صادق اند یا کاذب اگر صادق اند فانی عرف ذلك ابالوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر مثبت لاقراره و اگر معاذ الله کاذب اند ففی المحال ان یلی امر المسلمین من یقوم باحكامهم و یقیم حدودهم کذاب و علاوه برین چرا نگوییم که حدیث من فضلنی باعتراف امامیه صحیح و ثابت ست چنانکه ازین پیشتر بحواله کتاب نیز ذکر یافته برین تقدیر اولی تفاوت محذور بر مامون منقلب ست تقریرش آنکه چگونه جایز باشد که جناب غیر واجب الحد را حد زد فرماید چه درینصورت متعدی حدود الله و عامل خلاف امر الله شد و معهذا درین قول خودش صادق است یا کاذب اگر صادق ست فانی عرف ذلك الوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر مثبت لاقراره و اگر معاذ الله کاذب ست ففی المحال ان یلی امر المسلمین من یقوم باحكامهم و یقیم حدودهم کذاب درینوقت فی الحقیقت این جرح مامون بجناب مرتضوی متوجه و واژگون است و لنعم ما قیل ع دوستی بیخرد خود دشمنیست + فندم بطور تسلیم یعنی چون نزد امامیه ثبوت این حدیث کلامی نیست بعد تسلیمش قوم رافضیان هم خرخشه ها واقع ست بعضی محمول بر تقیه نمایند و بعضی احتمال تقیه را بعلتیکه ذکر یافت جائز نداشته باین تاویل پوچ گرایند و گویند که مقصود آنجناب ازین تهدید آن بود که این تفضیل موجب رفع شان شیخین و کسر شان من ست چرا زین تفضیل

یعنی پس ازینجا درست این را آیا بوحی پس وحی منقطع شده یا بنظر پس نظر ثابت کننده اقرار او ست ۱۲ یعنی پس از محالات ست که والی شود امر مسلمانان را کسیکه قائم شود باحکام ایشان و قائم کند حدود ایشان را کذاب ۱۲

لازم می آید که شیخین در نفس فضیلت و وجاهت دینی شریک مرتضوی باشند زیرا که تفاضل متصور نمیشود مگر میان دو کس
که قریب بهم گرد در فضیلت باشند و مفضول آن با افضل در اصل فضل شریکی تواند بود و اشتراک شیخین در بین امور با جناب امیر
خلاف ضروریات دین است آری شیخ حلی تا اینجا با استاد خود طوسی باین تاویل از پیش بعض سلاطین جاهل بسلامت برده
اما در حقیقت این تاویل هیچ است زیرا که مدار این تاویل نزد شان موقوف بر اثبات کفر یا ارتداد شیخین است العیاذ
بالله و هو لم یثبت بعد زیرا که نزد شیعه خود در اثبات این مسئله قول فیصل بهم نرسیده قاضی نور الله و اتباعش
حسب اصول منصوصه طوسی که محاربوا علی کفرة و مخالفوه فسقة هرگز شیخین را کافر نمیدانند و شاید
این عقیده ایشان ماخوذ از القصه است که در کامل بهائی وغیره مندرج شده که عمار بن یاسر که از مخصوصان شیعه
جناب مرتضوی بود و شیخ قوم در علل خود فضائلش باین عبارت ادا مینماید که قال النبی صلعم عمار مع الحق والحق
مع عمار یدور معه حیث دار در جنگ جمل چون عرضه بجناب امیر رسانید که ایشان اهل قبله اند قتل ایشان
روا نبود جناب امیر بمجرد استماع این تقریر حکم بتکفیر نفرمود انتهی ملا عبد الله مشهدی و اتباعش محاربان علی را نیز کافر
نمیدانند بلکه محاربان جناب ایشان را از اشد فسق انگارند و ظاهر است که خلفای ثلثه با جناب امیر هیچ گاه مخالفت
نکرده اند و نه جناب امیر با ایشان بلکه یکدیگر ممد و معاون در کار دارین بوده اند کما هو مذکور فی موضعه پس کار بعد
چه رسد بعد این تحقیق عجب است از شیخ حلی مخالف استاد خود شیخین بکدام وجه شیخین را معاذ الله کافر قرار داده
بلین تاویلات بارده سبقت گوئی خود گوی از میدان برده استغفر الله اگر شیخین کافر باشند قطع نظر از مفاسد کثیره
مثل اقتدای جناب امیر با ایشان در نماز و شرکت در قسمت غنایم و صلاح مشاورت وغیر ذلک مما یطول ذکره قباحتی عظیم
بحضرات قائلین بکفر متوجه میشود بیانش آنکه در اکثر کتب ایشان خصوصاً در عیون اخبار باخبار رضا موجود است که
عن الحسین بن علی قال رسول الله ان ابا بکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی
بمنزلة الفؤاد فلما کان من الغد دخلت علیه وعنده امیر المؤمنین وابو بکر وعمر وعثمان
فقلت له یا ابت سمعتک تقول فی اصحابک هؤلاء قولا فما هو فقال نعم ثم اشار الیهم فقال هم
السمع والبصر والفؤاد وسیسألون عن ولایة وصیی هذا واشار الی علی بن ابی طالب ثم قال ان الله
عز وجل یقول ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا ثم قال وعزة ربی
ان جمیع امتی لموقوفون یوم القیمة ومسئولون عن ولایة علی وذلک قول الله عز وجل وقفوهم
انهم مسئولون انتهی بعبارته پس ازینجا نیک هویداست که حضرات ثلثه بشهادت معصوم حکم اعضا و اجزا

اعضای پیغمبر را بعد و محال است که ابعاض و اجزاء اعضای پیغمبر کافر باشد والا استحالة الاتیة لازم آید بر عاقل مخفی نیست که سوال از پیغامبران هم منافی ایمان و عصمت شان نیست والا لازم آید که آیه وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیْسَی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ و امثال ذٰلِكَ منافی ایمان و عصمت عیسی شود پس سوال از ابعاض پیغامبر چرا منافی ایمان حیثیت ایشان باشد فَثَبَتَ الْاِذْعَانُ بِاِیْمَانِ الشَّیْخَیْنِ وَبَطَلَ الْاِدِّعَاءُ بِکُفْرِهِمَا فَصَارَ الْحَدِیْثُ الْمُثْبِتُ لِتَفْضِیْلِهِمَا مُوَافِقًا بِالْقُرْاٰنِ وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ مِنْ هٰذَا الْبَیَانِ اما ثانی یعنی اثبات امر خلافت شیخین از ثقلین فمن القرآن قوله تعالی وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ و در مجمع البیان که معتبرترین تفاسیر شیعه است میگوید که لَمَّا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَارِیَةَ الْقِبْطِیَّةَ اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهٗ یَمْلِكُ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ و در خلاصة المنهج است که رسول بحفصه فرمود که بعد از من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاهی کنند حفصه ازین سخن خوش حال شد و شادمان گشت و این هر دو سر را بعایشه گفت انتهی بعبارته و همچنین در تفسیر نعمت خان عالی وغیره و در تفاسیر اهلسنت هم ذکر یافته و مرحبا بالوفاق پس ازین خبر نص بالاتر در خلافت شیخین عند الفریقین دیگر کدام خواهد بود اما آنچه بعضی از مغویان ضلالت پیشه بطالت اندیشه گویند که درین تفاسیر مذکوره لفظ یستخلفان واقع نیست تا مفهوم خلافت از آن مستنبط شود بلکه لفظ یملکان وارد شده که مشعر است بر بودن ایشان امرا و پادشاه ضرور نیست که پادشاه و امیر برحق باشد پس شیخین هم برحق نبودند چه خبر امارت و سلطنت ایشان داده اند نه خبر خلافت جوابش آنکه بقول شما که ضرور نیست که هر پادشاه و امیر برحق باشد آنچه ضرور است که شیخین برحق نباشند جایز است که شیخین برحق باشند چه برحق بودن شیخین و برحق بودن مَنْ عَلٰی سِیَرِهِمَا شهادت جناب امیر در نهج البلاغه که اصح کتب شیعه است کافیست حیث وردت فیه فی کتاب کتبه الی معاویة اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ یَا مُعَاوِیَةُ لَزِمَتْكَ وَاَنْتَ بِالشَّامِ فَاِنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی فَاِنْ خَرَجَ مِنْهُمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلَی اتِّبَاعِهٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی وَاَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا کرامت جناب امیر است که سیرت

شیخین را بهترین عهد نهاده‌اند سند بیعت ایشان بیان میفرماید فَلَا یُرِیبُ فِی صِدْقِ کَلَامِهِ اِلَّا مَنْ کَانَ فِی
قَلْبِهِ زَیْغٌ وَاعْوِجَاجٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ
الْوَهَّابُ ونتوان گفت که امثال این نصوص من قبیل مجاراة الخصم است یعنی دلیل الزامی است مرکب از مقدمات
مسلمهٔ خصم که عند المستدل مسلم نباشد چرا که اول کلام معصوم را که برانچه مطابق نفس الامر نباشد حمل نمودن باز از اطراف
وجوانب کلام که زاید بر قدر الزام است اغماض فرمودن یعنی چه زیرا که الزام بهمین قدر حاصل میشد که ذکر بیعت منفرد
وعبارت باقی که فَاِذَا اجْتَمَعُوا عَلَی رَجُلٍ است الخ بیان می نمود که در الزام دخل ندارد وامام معصوم کذب بیفایده
چرا بر زبان راند انهم بر خدا که کان لله رضی وللصلاة جهتم وساءت مصیرا بکمال نشاط وتحسین
وتاکید وتکریر معاذ الله من سوء الظنون وعلاوه برین دلیل الزامی را باید که مقدمات آن نزد خصم مسلم
یعنی پناه بخدا از بدگمانی ۱۲
باشد معاویه کی معتقد این مقدمات بود که برای الزام او جناب امیر این مقدمات را ترتیب دهد واو تسلیم کند چه بنابر
زعم معاند از بالا ظاهر است که معاویه وپدرش ابو سفیان بمخالفت ابو بکر وعدم صحت خلافتش کمر ثوف علیه
خلافت عمر است قائل بود وعوضه بجناب امیر رسانید که عَلَیْکُمْ عَلَی هٰذَا الْاَمْرِ یَا اَدْنٰی بَیْتٍ فِی قُرَیْشٍ
پس معلوم شد که ذکر این همه امور در مقابله او دلیل تحقیقی است مرکب از مقدمات حقه صادقه فی نفس الامر خواه
نزد خصم مسلم باشد یا نه ودرینجا تفصیلی دیگر است طویل که از تحفه عزیزیه توان دریافت بالجمله بعد اللتیا واللتی
ثابت شد که این مقدمات حقه اند وصادقه فی نفس الامر پس برحق بودن شیخین بلکه عثمان هم ثابت گردید وبعض
تعبیر از خلافت شیخین بلفظ یملکان بجای یستخلفان باتم تفصیل بصحت رسید ومعهذا اگر تسلیم کنیم که لفظ یملکان
مشعر بر حقیت خلافت شیخین نیست پس هر جا که لفظ یملک اثنا عشر امیرا یا یکون بعدی اثنا عشر امیرا در حق
ایمه بزعم امامیه در کتب ایشان وارد یافته مثلا در عیون اخبار مرویست که راوی گوید کُنْتُ مَعَ اَبِی عِنْدَ النَّبِیِّ
وَسَمِعْتُهُ یَقُولُ یَکُونُ بَعْدِی اِثْنَا عَشَرَ اَمِیرًا ثُمَّ اَخْفٰی صَوْتَهُ فَقُلْتُ لِاَبِی مَا الَّذِی اَخْفٰی رَسُولُ اللّٰهِ
فَقَالَ قَالَ کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ وهم دران کتاب آورده که راوی نقل میکند که اَتَیْتُ النَّبِیَّ فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ اِنَّ
هٰذَا الْاَمْرَ لَنْ یَنْقَضِیَ حَتّٰی یَمْلِکَ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیرًا اَوْ خَلِیفَةً فَقَالَ کَلِمَةً خَفِیَّةً فَقُلْتُ لِاَبِی مَا قَالَ
فَقَالَ قَالَ کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ چگونه تفصی ونجات ازین خدشات متعسر خواهد شد چه ازین یملک اثنا عشر
امیرا یا یکون بعدی اثنا عشر امیرا اگر امیر وپادشاه حق مراد اند فاین المفر واگر حق مراد نیستند
فالجواب الجواب ه بر خود حشر ایت وصحت خویش را سیب چاه کن را چاه در پیش آمده

ومن العترة فما فی کتبهم من کلام امیر المؤمنین قال بینما امشی مع النبی فی بعض طرق المدینة اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیة ما بین المنکبین فسلم علی النبی و رحب ثم التفت الی فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء و رحمة الله و برکاته الیس کذلک هو یا رسول الله فقال له رسول الله بلی ثم مضی گویند که سلام کنندهٔ خضر علیه السلام بود و ستعرف من عبارتهم پس ازین حدیث صاف هویدا است که خلافت شیخین بلکه خلافت جناب ذی النورین هم حق و صحیح است و جاری شدن حق بر زبان حضرت خضر و ارشاد جناب پیغمبر صلعم بعد استفهام ش بلفظ ایجاب دلیل صریح است که پیش از انعقاد امر خلافت بر جناب امیر سه کس هم حق دار این کار جلیل المقدار باشند و الاصحت اطلاق رابع الخلفا بشان علی مرتضی از چنین مرد ستوده صورت نه بندد و مخفی نماند که شیعه بدستور سابق درینجا نیز کلامی دارند بدو وجه یکی آنکه برای صیانت مذهب خود تصنع کنند که رابعیت جناب امیر باعتبار آنست خلافت است که در منصوص قرآن مجید واقع شده یکی خلافت حضرت آدم دوم خلافت حضرت داود سیوم خلافت حضرت هارون چنانکه صدوق ایشان که در قلب سخن و تحریف آن خیلی کامل العیار و مرد پرکار برآمده است در عیون خود بعد لفظ مضی این عبارت الحاق نموده قال علی فقلت یا رسول الله ما هذا الذی قال هذا الشیخ و تصدیقک له قال انت کذلک الحمد لله ان الله عز و جل قال فی کتابه انی جاعل فی الارض خلیفة و الخلیفة المجعول فیها آدم و هو الاول و قال عز و جل یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض فهو الثانی و قال عز و جل حکایة عن موسی حین قال لهارون اخلفنی فی قومی و اصلح فهو هارون اذا استخلفه موسی فی قومه و هو الثالث و قال عز و جل و اذان من الله و رسوله الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن الله و عن رسوله و انت وصیی و وزیری و قاضی دینی و المودی امانتی و انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما سلم علیک الشیخ او لا تدری من هو قلت لا قال ذلک اخوک خضر فاعلم انتهی عبارته پس آثار وضع و الحاق که بر جبین مبین این عبارت پیداست بر متدرب مخفی نیست زیرا که اگر این عبارت اصل باشد خلافت خدا و خلافت رسول متساویة الاقدام میشوند و ظاهر است که بین الخلافتین بون بسیار است چه خلافت خدا جائیکه ملابس بحضرت آدم و حضرت داود و هارون علیهم السلام است صورةً و معنیً عبارت از نبوت و پیغمبریست که باعتبار جنس متحد و بلحاظ شخص مختلف آمده بخلاف خلافت جناب امیر که صورةً و معنیً اصلا بوی جواز این اطلاق ندارد بدلیل الا انه لا نبی بعدی

پس از جنس الخلافت ثلثه چگونه تصور توانکرد و چطور ذهن قبول فرماید که ذات بابرکات سرور کائنات که بالاتر
ابعد از تعلق بالمحالات والمزخرفات بود و خلافت خدا و خلافت خود را برابر ساخته باشند یا حضرت خضر رابع
الخلفاء بمعنی گفته باشد و معهذا سوال جناب امیر از جناب بشیر و نذیر بلفظ مَا هٰذَا الَّذِیْ قَالَ هٰذَا الشَّیْخُ وَ
تَصْدِیْقُكَ لَهٗ نیز مکذب این صنع و مصدق اینوضع است چه سوال جناب ایشان دریوقت از دو حال خالی
نخواهد بود یا دانسته سوال کرده یا نادانسته بر تقدیر اول تحصیل لا حاصل و طلب عبث لازم می آید و بر تقدیر
ثانی از لزوم جهل که نزد قوم موجب قدح فی الامامت و منشاء لوم است گزیری نیست و نتوان گفت که جناب امیر را
قبل از ارشاد پیغمبر علم آن یقینی بود که بعد حضرت مثل هارون بعد موسی سزاوار منصب خلافت ام
لیکن چون عبارت یا رابع الخلفا ظاهر او موهم اثبات خلافت دیگران هم بود لاسیما خلافت خلفاء ثلثه از جهت
سوال کرد که مَا هٰذَا الَّذِیْ الخ زیرا که درین هنگام همان جهل دامنگیر و مبطل علم یقینی است چه یقین همانست
که بابهام موهم و تشکیک مشکک زوال نپذیرد و درینجا چون زوال پذیرفت یا از جای خود حرکت کرد
علم یقینی باطل شد و از مفهوم مخالف این تقریر لازم آمد که خلافت خلفاء ثلثه هم وجهی از تحقق داشت و قریب
بیقین بود و بالغرض اگر تسلیم هم کنیم که عبارت مذکور موضوع و ملحق نیست لیکن بقول فاضل فیض آبادی
هر جا که در منتهی خود میفرماید که از طرائف و کشف الیقین چنان منکشف میشود که خلافت در قرآن مجید برای
سه کس مذکور است حضرت آدم و حضرت داؤد و حضرت امیر المومنین بحکم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیة نظر بتاویل درست
خلیفه رابع مسدود باشد اکنون جناب امیر خلیفه ثالث باشند نه رابع و فراوان حیرت است که قیود کریمه مذکوره
یعنی خلیفه بودن و تسلط نمودن مثل خلافت و تسلط انبیاء بنی اسرائیل و دین ایشان پسندیده خدا فیج
شدن و مستقر و ثابت گشتن و بدل خوف امن کلی یافتن و غیر ذلک که مجموع این امور در وعده الٰهی داخل است
و شدنی در دور ماسوای زمان خلفاء ثلثه واقع نشده چگونه بر جناب امیر منطبق شود زیرا که بشهادت شریف مرتضی
در تنزیه الانبیاء ظاهر است که حضرت امیر و شیعه ایشان همیشه دین خود را اخفا میکردند و در پرده دین مخالفان میگزرانیدند
و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبوده چه اهل امامت ایشان را بلاد کثیره مثل شام و مصر و مغرب منکر
ماندند چه جای قبول احکام و همیشه از افواج شام خوف لاحق حال عمال لشکریان جناب بوده و معهذا حضرت امیر
یکفرد و شخص از انجماعه و لفظ جمع را در چنین مواقع بر یک کس حمل کردن خلاف اصول شیعه است لا اقل سه

پس می باید و چون این همه قیود بر جناب امیر منطبق نبود لهذا متکلمین و مفسرین شیعه ازین تطبیق بر آنجناب مایوس گشته
بطرف صاحب الامر مایل گردیدند حالانکه امام مهدی بر وقت نزول این سوره بالاجماع موجود نبود چه وعده الهی
برای حاضرین وقت نزول سوره که نور موجود است نه برای مردم آینده گان پس درین صورت بنابر اصول مخصوصه
و ضوابط مقرره ایشان جناب امیر چنانکه خلیفه اول و ثانی نیست خلیفه ثالث و رابع هم نمیتواند شد فاعتبروا
یا اولی الالباب ان هذا لشیء عجاب دوم آنکه گویند اگر خلافت شیخین ازین حدیث بل از کریمه و اذ اسر النبی
الآیة ثابت می بود چرا ابوبکر بارها اقیلونی اقیلونی گفته و استعفا از خلافت جسته و هر که استعفا از
خلافت جوید و چنین کلام نامعقول گوید قابل خلافت نیست پس ابوبکر قابل خلافت نیست و چون ابوبکر قابلیت
خلافت ندارد عمر که خلافتش موقوف بر خلافت ابوبکر است هم قابل خلافت نیست جوابش بر تقدیر تسلیم اینکه
اقیلونی از کلام جناب صدیق است شیعه خود اعتقاد دارند که حضرت موسی از رسالت استعفا جسته و بهارون
مرافقت نمود پس اگر استعفا از ابوبکر در باب امامت بالفرض ثابت شود مثل استعفای حضرت موسی خواهد بود
بلکه کمتر ازان زیرا که استعفا از رسالت و نبوت با وجود مخاطبه الهی بلا واسطه سخت قبیح است و استعفا از امامت که بقول
شیعه مردم باو داده بودند بنابر مصلحت وقتی خود یعنی رفع پرخاش انصار و تهیه قتال مرتدین و حفظ مدینه از شر اعراب
و از جانب خدا نبود کمتر از عموا چه باک داشت با وصف هذا در کتب شیعه بروایت صحیحه ثابت و مرویست که حضرت امیر
نیز بعد از شهادت جناب ذی النورین خلافت را قبول نمیفرمود چنانچه در نهج البلاغه من کلام له لما اراده الناس
علی البیعة بعد قتل عثمان آورده انا لکم وزیر خیر لکم منی امیرا و بعد از الحاح و ابرام و مبالغه تمام
از مهاجرین و انصار خلافت را قبول نمود بدلیلیکه نیز در نهج البلاغه موجود است که آنجناب در عهد خلافت خود میفرمود
والله ما کانت لی فی الخلافة رغبة ولا فی الولایة اربة ولکنکم دعوتمونی الیها و حملتمونی علیها
پس اگر ابوبکر بهمین قسم از راه حیا لالی و اظهار حجتی و اقرار کنانیدن از مردم برای خود منظور داشته باشد در امامتش
کدام قصور لازم می آید پس معلوم شد که قبول نکردن خلافت دلیل عدم لیاقت نمیتواند شد لا بد خلافت ابوبکر
ثابت گردید و هرگاه خلافت ابوبکر که موقوف علیه خلافت عمر است ثابت گردید خلافت عمر بطریق اولی باثبات
رسید و هو المدعا ؎ رسن حیلهای اهل دغا چو بگسست از زور الزام ؛ بعد ازین هر که سر برآرد و بازد چاره اش
نیست جز بحر حسام **خاتمه** در بیان بقیه شبهه مستدله متعلقه حدیث اقتدا چون کلام تا باینجا رسید بعضی از متعصبان
شیعه مذهب که نزد فقیر مشغول درس میداشتند بمجرد این تحریر و شنیدن این تقریر عرق تعصب بجوش آورده

باہستگی تمام این سخن درمیان آورده اند که آنچه ذکر بر قلم زبان و زبان قلم شده اگر عدم استصوابش چون شریک باری فرض نتیجه
و بنظر جلی محفوظ از ما له و ما علیه دانیم باز هم هر که بنظر دقیق خواهد دید شبهه دیگر بعنوان کرد که حرف عطف مابین الاسمین یعنی
ابی بکر و عمر که واقع است ظاهر است که برای معیت و معیت محضه اند شد لو قرء ما او رده المامون علی ما من
اٰیۃ ان کانا متحدین فمحال ان یکون اثنان بمعنی واحد و ان کانا متعددین فالاقتداء باحدهما
غیر الاقتداء بالاخر بالضرور برای ترتیب خواهد بود و لیکن قائل ترتیب شافعی است و جناب حنفی پس عدم
اختیارش منافی مدعا و اختیارش مستلزم نقل از مذهب بمذهب است و هو حرام کما سمعت من لسان الشریف
قبل هذا فما التفصی عن هذا الاشکال العویص اقول بالله التوفیق که این شبهه بجهت عدم تیسر اطلاع
بر مذهب امام ابو حنیفه رح عارض شده چه امام موصوف قائل بمطلق جمع است نه صرف جمع بیانش آنکه در کتب معتبره
اصول اہلسنت ذکر یافته که نزد امام ابو حنیفه رح واو عطف برای مطلق جمع می آید بدون تعرض معیت و ترتیب
بدلیل نقل از ائمه لغت و باستقراء مواضع استعمال و همین است مذهب شیعه نیز انا شئت فارجع الی دفاتر
الاصول و نزد امام مالک و صاحبین برای معیت است و نزد امام شافعی برای ترتیب اما اختلاف درین است
که مراد از ترتیب مطلق ترتیب است فهو المتفق علیه یا ترتیب مانی و هو المختلف فیه کما هو مبسوط
فی موضعه و این ترتیب بهر دو معنی منسوب بطرف امام ابو حنیفه نیز آمده و ثمره این اختلاف ظاهر است در
مثل جائنی زید و عمرو پس نزد امام ابو حنیفه رح مطلق شرکت زید و عمرو در مجیئت مراد است چه احتمال دارد که زید و عمرو
هر دو معاً آمده باشند یا یکی قبل از دیگر و نزد امام مالک و صاحبین مراد از مجیئت مجیئت زید و عمرو است در زمان
واحد معاً چه معیت شئ بشئ نیست مگر همین مقارنت و هو لا یتصور الا فی زمان واحد و نزد امام
شافعی مراد از مجیئت آن هر دو مجیئت مترتب است یعنی ضرور است که در آمدن زید مقدم باشد بر عمرو لیکن مطلقا
خواه در زمان واحد خواه در زمان متعدد و هرگاه دانسته شد حالا رفع شبهه مذکوره بسیار آسان گشت چه اقتدا
بشیخین در حدیث مزبور بنا بر یکی از آن مذهب مسطور مقرون بتجویز گردید اما بنا بر مذهب اول پس مراد از اقتدا
در اینجا مطلق اقتدا است یعنی اقتدا کنید بشیخین مطلق اقتدا خواه بترتیب باشد خواه بمعیت خواه بدون لحاظ
اینها فاما چون معیت و ترتیب ظاهراً از عمر قائل موجب ورود ما مون و مستلزم استحاله نقل مذهب است مطلق جمع مراد
باشد یعنی هر یکی از شیخین استحقاق آن دارند که مقتدا به شوند پس اقتدا کنید بهر کدام از ایشان که خواهید اما
بنا بر مذهب دوم اگر مراد از معیت معیت مطلق باشد بایں طور که خواه اقتدا اصلاً باشد خواه تبعاً یعنی اقتدا

ابوبکر را بالاصالت وانیم واقتدا بعمر را بالتبعیت که در حقیقت مرجع هر دو یکی است هم مستیسر کما لایخفی واما بنا بر
مذهب سوم پس تقریر مسئله خود ظاهر است والعذر یعرف به الفاضل بنفسه واگر تسلیم کنیم که این مذهب منسوب
بطرف امام ابوحنیفه رح نیز اراده شهد کلیهٔ مستاصل میگردد اما در صورت ترتیب زمانی پس ظاهر است اما در
صورت ترتیب مطلق پس محتمل است که درینجا ترتیب عقلی باشد چه جایز است که اقتدا بابوبکر بالذات
۱ واقتدا بعمر بالعرض باشد چه عمر مقتدی ومتبع ابوبکر بود کما تقرر عند القوم فی مطاعنهم پس در حقیقت
۲ اقتدا بابوبکر اولا وبالذات شد واقتدا بعمر ثانیا وبالعرض لان متبع المتبع متبع وهمین است معنی
ترتیب عقلی اکنون درین هنگام استحاله مامون هم باطل شد والزام انتقال مذهب هم لازم نیامد
فانهم هذا ولا تکن من المستعجلین ؎ مزن بی تامل بگفتار دم ٭ نکو گوی گر دیر گوئی چه غم
بنطق آدمی بهتر است از دواب ٭ دواب از تو به گر نگوئی صواب تتمه در استعذار وطلب
انصاف از اهل اعتبار هرگاه این وریقات شتات حسب اقتراح مخدوم موصوف الذکر بادله عقلیه
ونقلیه والزامیه پیرایهٔ اختتام پوشید حالیا بخدمات ناظرین این عجاله ومناظرین این مقاله عرض
رسا است که بعد تعمیق نظر اجمالی وتفصیلی وتدقیق بصر اکمالی وتحصیلی اگر این بضاعت مزجاة قابل اخذ
وتسلیم باشد قبول فرمایند والا از عهدهٔ قبولیت معزول داشته در حین حیات بی ثبات این خیر خواه
جعل الله آخرته خیرا من اولاه بر نقصانش اطلاع نمایند تا این مجهول زاویهٔ خمول آگاهی یافته اگر حق باشد
مهر سکوت بر زبان قلم نهد واگر باطل باشد قلم زبان را بمضمار تنبیه جولان دهد چه غرض از تبییض
این تسوید همین است که باستقرار منصفان نصفت شعار حق بحق دار رسد نه مقصود تعلی وتحسد
والسلام علی من اتبع الهدی ؎ ما نصیحت بجای خود کردیم ٭ روزگاری درین بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس ٭ بر رسولان بلاغ باشد وبس ٭ الحمد لله اولا وآخرا والصلوة
علی نبیه محمد باطنا وظاهرا وآله وصحبه الذین کانوا کل منهم مطهرا وطاهرا

خاتمة الطبع بندہ ہیچمدان محمد علی بخش خان ارباب فضل و ہنر کے خدمت بابرکت میں التماس کرتا ہی کہ سابق سنہ ۱۲ ہجری میں رسالہ
طعن السنان علی من جرح فی القرآن بجلب تمام چھپا تھا بسبب نایابی اوسکی نسخون کے دیندارون کو پھر شوق ہوا کہ دوبارہ
ہو پس اس لئی اس ہیچمدان نی ایکی بالاصل نسخہ پیدا کرکے بصحت تمام دوبارہ چھاپا اور اوسکے ساتھ دوسرا رسالہ موسومہ
بلمعة الثقلین فی اثبات حدیث الاقتداء بالشیخین کہ بکمال متانت وسلاست بیان ہی اور ہنوز اوسکی چھاپہ کا منہ نہ دیکھا تھا
شامل کیا تا خواص کو فائدہ تام اور عوام کو نفع عام حاصل ہو ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم فقط

مخفی نہ رہے کہ ان دونوں رسالوں بہ اہتمام مثالوں کی تاریخ طبع شعر میں طعن اللسان علی من جرح فی القرآن ۱۲۸۴ اور
زرہے لمعات الثقلین ۱۲۸۹ ہوئی اور نظم میں یہ قطعہ تاریخ طبع

قطعہ تاریخ		
شکرِ خدا کہ بعد تمنای صد ہزار	عیب لکھنؤ میں پھر یہ رسالے چھپے دوبار	اصحاب فیض کے لئے تحقیق ہو گئی فیض عجیب
آئی ہے یہ جو دونوں کی ونجل یار دار ۱۲۸۴	ارباب کین کے واسطے و تحقیق تلاش سال	بولی خرد کہ ہر فریق دو شمشیر آبدار ۱۲ ۹۴

صحت نامہ متن طعن اللسان علی من جرح فی القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	وامح	واضح
۶	۹	ہین	ہین سے
〃	۷	انتہی	انتہی
〃	۲۱	ویظہر	ویظہر سو
۹	۱	فازورت	قاذورت
〃	۲	سوء	سویہ
〃	۲۰	ہیں	ہین
〃	۵	پہولی	پہوٹی
〃	۱۰	ایرپہیر	آیرپہیر
〃	۱۱	موجود	موجود
〃	۱۹	جنی	جنتی
〃	۲۲	ملکوں	ملکون
۱۱	۴	ہین	ہین
〃	۱۱	اطالت	طوالت
۱۲	۱۰	المتعدین	مقہورین
〃	۱۶	تلاوت	تلاوت
〃	۲۱	اہانت	اہانت
۱۳	۱۰	دو قریش اور	دوقریش
		ہو بزبانون	زبانون
	۲	تاری	یاری
۱۵	۳۳	مین	مین
۱۶	۳۰	ہذی	ہذا
〃	۸	صدف	صاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۱۳	احتجلج	احتجاج
۱۶	۱۶	یہی	اہی
۱۷	۱۶	لبیصوت	لیبحوت
۱۸	۱۹	پاکہیہ	پاکہیہ
۱۹	۱۱	منہ لینسا	منعۃ لینسا
〃	۱۹	واا	والا
۲۰	۴	العودی	النووی
〃	۵	جیسا	جیتا
〃	۲۲	التمتع	التمتع
۲۱	۷	فغضب	فغضب
〃	۱۸	صنعتہا	صنعہا
۲۲	۲۲	سواسطے	اسواسطے
۲۴	۹	معون	ملعون
۲۵	۱	الوجات	الوفات
〃	۵	فما اعتم	فما اقتم
۲۶	۳	نہوتی	ہوتی
〃	۱۶	نیشاپان	پیشاپان
۲۶	۱۹	پیغمبر	پیغمبر
۲۸	۱۳	شبہہ	شبہہ
〃	۱۵	نسر	خبر
۳۰	۸	دو شمینیت	شمینیت

صحت نامہ حواشی طعن اللسان

صفحہ	حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۵	سک	۲۶	قولہ	قول
۷	سلہ	۴	موذنین	موذنین
۸	سلہ	۴	بمتہ	ائمۃ
〃	سک	۳۰	ابہۃ	امۃ
〃	〃	۲۵	دہ	کہ زیادہ
〃	〃	〃	رہاہو	رہا ہو
۱۵	سلہ	۱۳	بہبر	بہتر
۲۴	سکہ	۴	دث	وارث
۲۸	۲	۴	سولر	سوار

صحت نامہ متن لمعات الثقلین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۳	اشرع	الثورۃ
۳۳	۱۱	بجہد	بجند
۳۵	۷	لقبول	بقبول
۳۸	۱۸	لم یقم	لم یقم
۴۰	۴	علیکم	علیکم
۴۱	۴	لنبدانیم	نمیدانیم
〃	۱۸	بالذین	بالذین
۴۳	۱۶	حذ مرا	وعذ مرا
۴۴	۱۹	فریقین	فرالیقین
۴۷	۹	تنافض	تناقض
〃	۱۸	الوحی	کہا الوحی
〃	۲۳	س	سین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۱۴	گوئی خود	کوئی
۴۹	۱	اعضائے	واعضائے
〃	۳	ارقی	اتقی
〃	۷	اطہرہ	واطہرہ
۵۲	۲	خضر	خضرا
〃	۱۰	بابہام	بایہام
〃	۱۲	بالعرض	بالقرض
〃	۱۹	شقی	شدقی
〃	۲۱	شل	مثل
۵۴	۱	فنض	فرض
〃	۱۰	نشر	[illegible]
۵۵	۱	[illegible]	[illegible]

صحت نامہ حواشی لمعات الثقلین

صفحہ	حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	سلہ	۲۹	کلفہ	مکلف
۴۲	سلہ	۴	ہر دو گروہ	ہر دو گروہ
۴۵	سلہ	۲	ماسون	ماسون
۴۸	سلہ	۲۵	[illegible]	وقفوا بہم
۵۲	سلہ	۱۴	[illegible]	دیتی نشان

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.